مکتبات حلم اردو

قلمی

کلیات حلم اردو

محمد ہارون زنگی پوری کے اردو نظم ونثر کا مجموعہ جو بعد
ضیاع وتلف بچ رہا تھا

محمد ہارون غفرلہ

زنگی پوری

فارسی اور عربی کلام کو دوسری مکتوبات میں ملاحظہ فرمائے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

وللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ والصلوٰۃ علی النبی محمد وعترتہ
الطاہرۃ امابعد یہ ایک مختصر مجموعہ نظم و نثر اردو کا ہے
جسکے لکھنے کا مختلف اوقات میں فقیر محمد ہارون حسینی زنگی پوری
کو اتفاق ہوا ۔ اگرچہ کلام اردو اس سے بہت زیادہ ہے مگر بعد تلف
اور گم ہونے کے جسقدر مہیا ہو سکا ہے وہ ہدیہ نظر ناظرین ہے
اس مجموعہ کے جمع کرنیکی غرض نمائش یا خودستائی نہیں ہے
کیونکہ جو وزن کلام کا ہے وہ معلوم ہے ۔ بلکہ محض ابقاء یادگار
مقصود ہے ۔ اور نیز چونکہ بعض اکثر کلام مدح ائمہ طاہرین میں ہے
اسلئے اوسکا تلف کر دینا مناسب نہ معلوم ہوا ۔ اور یہ سمجھکر کہ یہ بھی
ایک ذخیرہ آخرت ہے یہاں جمع کر دیا گیا ۔ وما توفیقی الا باللہ
کلام فارسی وعربی کا ذخیرہ اس سے علیحدہ ہے ۔

غزل توحیدی

ازل سے میرا سینہ منظر ظہور تجلی تھا — فروغ شمع سے قبل اس گھر میں اوجالا تھا

کوئی اتنا مجھے بتلا دے اک بت ہو کے وہ کیا تھا — ظہور عالم امکان سے پہلے حجاب جلوہ تھا

حقیقت اپنی خود جانے وہ کیا ہے اور کیا تھا — ہم اتنا جانتے ہیں ایک عالم اوسکا شیدا تھا

کتاب ہستی عالم زبر ہے اول سے آخر تک — سبھی حرفوں میں بھی دیکھا اوسکا ذرہ پیدا تھا

تماشا گر نقش باطل کی طرح حرف وجود اپنا — وہ دیکھا جو کسی چشم بشر نے نہ دیکھا تھا

سمجھ ہم کچھ تو کیا تھا کیوں فرشتوں نے کیا سجدہ — تھا انسان خاکی تو ایک مٹی کا پتلا تھا

مزے لیتا ہے دل کعبہ آپ ہی آپ اوس صدا کے — خدا یا کون تھا وہ جو بر کنیسے پکارا تھا

اوبھر کر پھر نہ نکلا جو کوئی اس بحر عشق ڈوبا — نہ جانے کیا وہ غوطہ تھا نہ جانے کیا وہ دریا تھا

سمجھتے تھے فروغ اس بزم کا ہی دیکھ کے قابل — مگر آنکھیں کھلیں جب دم اندھیرا ہی اندھیرا تھا

جلوا **حلم** سیر گلشن جاوید بھی کر لو
کہ مدت سے ہمارے دل میں یہ ہی کھٹکا تھا

قصیدہ نعتیہ کہ شانزدہم ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ منظوم شد

آج منور ہوئی نور کبریا سے زمیں — شب بہ مہر نمی تابش وضیا سے زمیں

بلند کیوں نہ ہو گردون کے منتہا سے زمیں — کہ سرفراز ہوئی نام مصطفےٰ سے زمیں

یہ سپہر کرم کے قدم کا باعث ہے — کہ منجلی ہے جو آئینہ کی جلا سے زمیں
منبر و کرسی نگاہ ہو نہیں کیوں نہ ہو مقبول — صفا میں فضا سے موتی کی کھی صفا
حکیم کہتا ہے کیا بخت اتفاق ہے — کہ برج شمس بنی گردش سما سے زمیں
نبی کا بار نبوت وہ بار ہے جس سے — کئی فراخ دبی خط استوا سے زمیں
وہ ہیبت آپکے آنے کی تھی کہ گھبرا کر — جگر تو کیا ہیں ہوئی چاک جابجا سے زمیں
شکستہ ہو گئے بت بت کے طاق گر گئے — یہ تھلکے میں تھی خوف اور رجا سے زمیں
وحوش و طیر و جن و انس پڑھتے ہیں صلوات — یہ غل ہوا کہ ملی شور مرحبا سے زمیں
خدا کو آپکی بعثت ہوئی گر منظور — نہ ہوتی خلق کبھی پردہ خفا سے زمیں
فقط حضور کے قدموں کی تھی یہ برکت — کہ اب تک رہی محفوظ ہر بلا سے زمیں
اگر مسیح سے ہے ناز چرخ چارم کو — تو فخر کرتی ہے اقدام مصطفا سے زمیں
گلو کا وصف جو کرتی تھی بار بار اگر — ادھر گئی ہی مرے غیظ میں صبا سے زمیں
وہ رتبہ سایۂ عرش کو جو ملا ہے نصیب — بروز حشر لگیگی بنی خدا سے زمیں
مزاج یار ہے کس کا کہ جیسے ہیں جہلا تکا — کہ بات کرنے لگی اب تو کہہ ادا سے زمیں
مجھے جلا دی جو کل وہ نجیب نصیب انکھان — یہ کہہ رہی ہے ہزار غزل سرا سے زمیں

مجھے

مطلع

مطلع

محل ناز رہی گو کہ ابتدا سے زمین / بھری تھی حاکم و شاہان پر جفا سے زمین

کبھی وہ دن تھے کہ مسجد بتوں کو ہوتے تھے / مدام اونکی معاون رہی فنا سے زمین

اسی پہ گبر تھے صرف عبادت آتش / عزیز غیر نہ تھا حق کے ماسوا سے زمین

وہ کفر و زندقہ ناقوس کی وہ آوازین / جدہر کو سنئے بھری تھی اسی صدا سے زمین

ظہور طیب و طاہر سے ہو گئی طاہر / بنی مظاہر قدسی بہ اصطفا سے زمین

شریعت نبوی کا علم اوٹھا جو دم / مقام عدل ہوئی سایۂ لوا سے زمین

شروع حضرت آدم سے تشنی آپکی تھی / بشارت آپ کے آنے کی انبیا سے زمین

درود خالق اکبر ہوا ونپہ جنکے لئے / جھکی سلام کو تعظیم بے ریا سے زمین

وہ زیب گلشن کونین تھے کہ جنکی تھی / نگار خانۂ چین جنکے نقش پا سے زمین

کبھی کی انکے عدم میں ہو گئی ہوتی / تھمی رہی ثقل آل مصطفی سے زمین

معادن زر و سیم و گہر ہیں دامن میں / غنی ہے خواہش اکسیر و کیمیا سے زمین

کہیں آج نہیں موقوف بندگی انکی / مطیع آل پیمبر ہے ابتدا سے زمین

انہیں کے آل نے توڑا سکوت کا نیجہ / کہ ہمکلام ہوئی بزبان مرتضی سے زمین

عوض جو اونکی نوازش کا کر نہیں سکتی / تو جی ہی جی میں گڑی جاتی ہے حیا سے زمین

سخن کو حلم اگرچہ بہت سی سوجھتے ہیں / مگر ہے سخت کہیں سنگ آسیا سے زمین

جناب حق میں اب التجا یہ ہے میری کہ پامال رہے قحط او غلا سے زمین
ہمیشہ یار موافق رہے غریبوں کی نہ وہ نگاہ کرے شاہ او گدا سے زمین
بروز حشر بنیں وہ مرے شفاعت خواہ کہ رشک چرخ ہے جن لوگوں کی ولا سے زمین
غرض بنیں ہے جہان کے سر پر عزت رہے عزیز مجھے فرش و بوریا سے زمین
محب آل رہیں شاد و خرم و خنداں دکھائے ظلم نہ انکو کبھی دغا سے زمین
زوال خود ہو الٰہی مخالف بیٹھے کنارہ کش ہو عدوی نا روا سے زمین
وہ دن بھی آئے کہ دیکھوں آل احمد جانفزا آل محمد امین ہے دیں کے یاد سے زمین
لگائے پھر قدم پاک اپنی انکو لئے امام دین کے پا تر خوش و لا سے زمین
ہر ایک ملک و شہر کے مقتدی دیکھیں کہ کیسی صاف ہوئی شورش و جفا سے زمین

قصیدہ نوروزیہ ۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۰۴

خندۂ گل ہے نوید آمد فصل سرور یعنی آشوب خزاں باغ تمنا سے ہے دور
نغمۂ بلبل ہے ساز بزم عشرت کی صدا محفل عالم میں ہے جوش مسرت کا وفور
بلبل و گل کے جو جھگڑے تھے وہ کل مٹ گئے لکھدیا کاتب نے براءت نامہ عفو قصور
ہے خود آرائی پر آمادہ گلستان جہاں سرخ پوشش ہے چمن میں کیا عجب جنت میں حور
لالہ پر ہے دیں جھا نکہت ملک کو چمن پھر کبھی لیجا ملی باد صبح اسکو دور دور
شبنم شب ہے گلو میں ہے جو دالی عنابی شاہ موگھسر کیسے ہیں یہ جام صبوحی کا سرور

پاسداری

پاسداریِ شاہدِ گل کی جو ہے مدِ نظر	بلبلیں اپنے دلِ پُر یاس سے کرتی ہیں غور

جاتی
بوستاں میں آتی ہے صبا کیوں بار بار	ہو نہ عیشِ گل مکدر یہ خیال اُس کا ضرور

ضعفِ بینائی کا نرگس کو تھا دہشت سے خلل	اسلئے تجویز ہے آنکھوں میں شبنم کا قطور

شاہدانِ گل کی خاموشی نہیں ہے بے سبب

شاید اپنے حسنِ ذاتی پر ہوا دل میں غرور

کیا گلِ بستانِ وحدت کی نہیں اسکو خبر

دیکھنے سے جسکے آنکھوں میں سوا ہوتا ہے نور

ہے وہ گلِ بوستانِ سرمدی کا تازہ پھول

جس میں ہر سو رنگ سے نکہت کا ہوتا ہے ظہور

مایۂ جان
ہے ~~جان~~ بخشی ایک جہاں کیلئے اُس سے

یا فروغِ دیدۂ نورانیِ مہتاب و ہور	ہور نیرِ آفتاب

ہمنے دیکھے ہیں بہت گلہائے رنگین دہر میں

لیکن ایسے گل سے خالی پائے دامانِ دہور

مطلع

ساقیا بہر خدا لیوا دے صہبائے طہور / جسکا نشہ سر سے نہ اوترے تا بیوم نشور

مدح لکھتا ہوں میں اوسکی جسکی کوثر ہے جاہ / خلد میں جسکے لئے پیدا ہوئے حور و قصور

تابع فرمان ہیں جسکے ساکنان عرش و فرش / جن ہوں یا انسان ملک ہوں یا کہ ہوں وحش و طیور

وہ اگر چاہے کرے آشوب عالم منتظم / وہ اگر چاہے ابھی ہو نظم دو عالم میں فتور

اوسکے ہاتھوں سے ہوا دین رسالت کو عروج / اوسکی باتوں سے ہوا شرع پیمبر کا ظہور

حیدر والا ہمم دست خدا عین خدا / بانی بنیاد دین زائل کن شرک و فجور

جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھے اوسکا ثانی دہر میں / ابتدا جسکی ازل ہو انتہا ہو نفخ صور

جز پیمبر کوئی ملجائے تو میں قائل ہوا / ورنہ سمجھو مدعی کی عقل میں ہے کچھ فتور

اوسکی مولد سے کہیں قبل اوسکا جلوہ تھا عیاں / کیا نہیں معلوم حال روشنی کوہ طور

ایسا عالی مرتبہ کسکو ملا احمد کے بعد / کون ہے ایسا مقرب حضرت خالق کے حضور

کسکے کانوں نے سنا ہی آجتک ایسا شجاع / کسکی آنکھوں نے ہی دیکھا اب تلک ایسا جسور

یہ نہ سمجھو آپسے دنیا رہی ناسازگار / بلکہ دنیا سے طبیعت اوسکی خود تھی نفور

ورنہ

ورنہ اکدم مین جہانکا عیش ہو جاتا بہم | دلمین بھی آسایش دنیا کا ہوتا گر خطور

تیرے اوصاف کمال اتنے ہین اے سلطان خلق | آدمی کیا قدسیونکو بھی نہو جسکا خطور

دیکھکر دوش نبی پر تمکو کہتے ہین ملک | آج ظاہر ہو گئی تفسیر نور فوق نور

گو کہ کہتے ہین بہت باریک ہے راہ صراط | پر محبونکا ترے ہوگا بآسانی عبور

دوستونے ترے بعد پرسش روز جزا | ہونگے مملو جنت فردوس کے خالی قصور

زشتی اعمال کے باعث سے بعد حشر و نشر | گرم ہوگا دشمنونسے تیرے دوزخ کا تنور

حلم کی ہے یہ دعا یہ ہے معاصی بخشدے | اے مرے رب اے مرے خلاق اے رب غفور

خار آشوب جہان سے دامن دل کو بچا | اور آسان مجھپہ کر دنیا کے سب مشکل امور

گو عبادت مین ترے بندون سے ہونے مین کم | ہے مگر نسبت مجھے اوس سے جو بندہ ہے شکور

یعنی ہان وہ نبی جسنے صفونکے بیچ مین | بندگی مین رکھدیا سر خاک پر تیرے حضور

قد تمسکنا بذیل العفو یا رب الرحیم | فاعف عنا ما اجترحناہ بمیعاد النشور

غزل

در شب شانزدہم ذیحجہ ۱۳۲۰ ہجری در لکھیم پور

توڑ دے رشتہ پابندی دنیا دل سے — رسم کی قید کسے کہتے ہیں مذہب کیا ہے

جب کہ مرنا ہی ہے اک روز کسی صورت سے — خاک کیا فرش ہے کیا تخت ہے مسند کیا ہے

ہے جو ملنا تمہیں منظور تو تاخیر ہے کیوں — صبح کیا شام ہے کیا روز ہے کیا شب کیا ہے

کبھی صوفی کبھی ملا ہے کبھی بادہ پرست — ہم سے کیا پوچھتے ہو حلم کا مشرب کیا ہے

رباعی

دنیا کا عروج کیا ہے پستی اسکی — اور نیستی سے ملتی ہے ہستی اسکی

معکوس ہے فوق و تحت اسکا اے حلم — بالا دستی ہے زیر دستی اسکی

رباعی

دنیا کا نام عین گمنامی ہے — کہتے ہیں جسے کام وہ ناکامی ہے

کی نہ جسنے جہان پہ چشم عبرت سے نگاہ — ظاہر میں بصیر ہے مگر عامی ہے

بہت سو چکے

یہ دنیا کی بے اعتباری یہ نیند — یہ جہل اور یہ غفلت شعاری یہ نیند

نہ جانیں تمہیں کیوں ہے پیاری یہ نیند — دکھائیگی اک روز خواری یہ نیند

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

جہان کیا ہے دہوکے کی ٹٹی ہے بس　نہین اسمین کچھ بھی بجز خار و خس
کسے ہے بہروسا یہان اک نفس　یہ آتی ہے ہر دم صدائے جرس

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

توقف کا موقع نہین اس جگہ　کمر باندہو بستر کرو جلد تہ
اوٹھا بحر طوفان سے ابر سیہ　بہا دیگی تمکو یہ سیل گنہ

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

کہانتک زمانہ مین حرص و ہوس　نہین اس سے ملتا بقدر عدس
اگرچہ رہے زندہ لاکہون برس　پھر اب تمکو ہے کس لئے پیش و پس

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

گئی صبح اور دوپہر بہی ہو لی　گھڑی ۳ پہر کی بسر بہی ہو لی
گئی شب اذان سحر بہی ہو لی　تمہین رات دن کی خبر بہی ہو لی

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

خزان آئی فصل بہاری گئی　　درختون کی پوشش اوتاری گئی

زمین بوستان کی بہاری گئی　　وہ شبنم کی بھی اشکباری گئی

اوٹھو حلم صاحب سو چکے

وہ شوخی وہ بانکی ادائیں نہین　　وہ زرین وہ رنگین قبائین نہین

وہ اب قہقہونکی صدائین نہین　　وہ ناقوس کی بھی ندائین نہین

اوٹھو حلم صاحب سو چکے

نہ زاہد نہ مست خرابات ہے　　نہ ساقی کا مے مین بہرا ہاتہ ہے

بتونکی نہ حق کی کہین بات ہے　　کہ متروک رسم عبادات ہے

اوٹھو حلم صاحب سو چکے

شمیم اب گل یاسمن مین نہین　　وہ خوشبو بھی مشک ختن مین نہین

گرانی وہ لعل یمن مین نہین　　نمایش وہ در عدن مین نہین

اوٹھو حلم صاحب سو چکے

عنادل کے نغمے چمن مین نہین　　پپیہے کی آواز بن مین نہین

فریبندہ آنکھیں ہرن مین نہین
نزاکت وہ گل کے بدن مین نہین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

بسر عمر کردی خرافات مین
فنا ہو گئے نفی و اثبات مین

رہے قید بند جہالات مین
نہ کی فکر اصلاح مافات مین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

گذارا دن اپنا فقط بات مین
پڑے خوب سویا کئے رات مین

نہ کی اک گھڑی صرف طاعات مین
یہ غفلت عمل کے مکافات مین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

ابھی پیش ہین تمکو رستے کٹھن
اوٹھانے ہین کیا کیا نہ رنج و محن

اگرچہ خدا ہے بڑا ذو المنن
مگر ہے عدالت یہ اوسکا چلن

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

یوہین کھو دیا تمنے سارا شباب
ہوا کچھہ بھی تمکو نہ پیارا شباب

گرانقدر تھا یہ تمہارا شباب
نہ کی قدر آخر سدھارا شباب

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

بہت جلد ہے آنیوالا وہ روز   مٹیگا جہان کا یہ سب ساز و سوز

رہیگی نہ یہ صورت دلفروز   اجل ہوگی انجام کو چشم دوز

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

جو کرنا ہو کر لو کہ ہے وقت کم   کرو یاد باری بہلا دو صنم

رہ حق میں جلدی اوٹھاؤ قدم   ابھی تمکو کرنی ہے سیر عدم

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

میرا کام ہے کچھہ بتا دوں تمہیں   کہانی وہاں کی سنا دوں تمہیں

بھلائی برائی بتا دوں تمہیں   جو ہو نیند میں تو جگا دوں تمہیں

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

نہ کر نفس امارہ کی ہمرہی   یہ ہے جان لے جادۂ گمرہی

مناسب نہیں اسمیں پہلو تہی   تجھے خود ہے غفلت صدا دے رہی

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

یہ ابلیس ہے کچھ سمجھتے بھی ہو — پھنساتا ہے ہر روز یہ ایک دو

پھنسا لیگا تمکو بھی لو سن رکھو — خدا کے لیے اب نہ غافل رہو

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

نہیں مکر کی اسکے کچھ انتہا — جو کچھ اسنے چاہا وہی ہے کیا

پھنسے اسکے پھندوں میں ہیں اولیا — تمہاری تو ہستی ہے کیا تم ہو کیا

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

بہت سے فن جعل اسے یاد ہیں — فسون انکے شتر دست فساد ہیں

اسی سے تو سب اسکے منقاد ہیں — بچے ہیں وہی جو کہ استاد ہیں

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

وہ دانا ہے جو دور اس سے رہے — ہر اک آن نفور اس سے رہے

حجابوں میں مستور اس سے رہے — الگ تا بمقدور اس سے رہے

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

وہی آدمی ہے جو کچھ کر رہے — بندھا جسکا ہر وقت بستر رہے

نہ یون جیسے تم بندہ پرور رہے جہان نیند آئی وہین مر رہے

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

یہ کیسی ہے غفلت یہ کیسا ہے خواب پڑا ہے یہ آنکھون پہ کیسا حجاب

کھڑے ہین سب احباب بادر رکاب ذرا آنکھین کھولو مجھے دو جواب

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

جو کچھ ہمکو کہنا تہا اے دوستدار وہ سب کہہ چکا تمسے یہ حلم زار

نہ مانو کہ مانو تمہین اختیار ہم اب جاتے ہین کہکے یہ ایکبار

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

یہہ نظم مذکورالصدر بتاریخ ۲۱ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ

روز یکشنبہ لکہی گئی پورے مین اتمام کو پہونچی

نالہ پدر در انتقال نور نظر رحمہ اللہ

اے میرے نخل تمنا کے گل نو رستہ اے میرے گلشن امید کے اک تازہ نہال

اے میرے نور نظر چشم و چراغ خانہ اے میرے قوت بازو قوت تن قوت بال

اے

اے مری حسرت و امید کے مرکز فرزند　　اے مرے لعل بدخشاں مرے دُرِّ بے خال

ابھی دو دن ہی تو گزرے کہ کھلا تھا سرِ شاخ　　ہونے پایا تھا نمایاں نہ ترا حسن و جمال

ننھی ٹہنی کا تو تمنا مرے ریحانۂ عمر　　کہ ابھی کھل کے تو ٹھیریگا سرِ شاخ نہال

یہ نہ معلوم تھا آجائیگی فوراً ہی خزاں　　دم کی دم میں مرا گل خاک میں ہوگا پامال

یہ نہ معلوم تھا گلچیں ہے کمیں میں گل کے　　یہ نہ معلوم تھا یوں دفعۃً آئیگا زوال

یہ نہ معلوم تھا یوں دل میں چبھیگا نشتر　　کہ نہ معلوم تھے اس زخم جگر کے احوال

ہائے یہ کیسی ہوا تند چلی اے مرے گل　　ہائے یہ کیسی چلی باد جنوب اور شمال

کہ ہر اک برگ تری ٹوٹ کے ہمراہ اس کے　　میں تہیدست رہا دشت ہوا مالا مال

ہائے ای جان تھا کیوں ہوا ایسے ناراض　　جاتے جاتے بھی نہ دیکھا دل خستہ کا حال

سیر اس گلشن دنیا کی ابھی کچھ تم نے نہ کی　　بے سبب ہو گیا جینا تمہیں کیوں اتنا وبال

کیا بگڑتا جو نہ دس بیس برس تم مرتے　　کیا ضرر تھا جو نہ اس خستہ کو کرتے پامال

زندگی سے تری وابستہ تھا جینا میرا　　اب جو جینا نہیں اے جان یہ ہے سخت محال

خیر اگر مجھ سے تھے ناراض تو اے راحت جاں　　اپنی ماں کی بھی محبت کا ہوا کچھ نہ خیال

رات دن غم میں ترے کوٹتی ہے سینہ و سر خشک ہوتا نہیں اک دم کیلیے بھی رومال

عذر تاخیر میں کہ سکتے تھے تم اے مرے جان پدر خستہ کو تھا سخت مرض اور ہزال

اس لیے عالم ارواح میں دیر آیا میں ہے یقین ہوتا پذیرا یہ ترا عذر و مقال

خیر اب چھوڑ کے تم ہمکو جو صحرا میں بسے کیسی صحبت ہے وہاں کیسے ہیں اونکے نسوال

خوش ادا نیک طبیعت ہیں کہ بد وضع ہیں لوگ بد لب و لہجہ ہیں یا ہیں نمکین اونکے مقال

تم جو اوس عالم ارواح میں پہونچے مری جان کیا کیا کیسے ملے کیسا کیا استقبال

کشف کا ہو تو کبھی اوسکے ارادہ ہے مگر غفلت کیسے معلوم کرے کوئی جو ہو امر محال

اب زباں بند کر اے سوختہ دل سوختہ جان کام لے صبر و تحمل سے کہ ہو نیک مآل

ہاں سن فوت جوانمرگ کی لکھ تاریخ تا کہ جب یاد کرے دل میں وہیں آئے خیال

بارھویں ماہ صیام اور دو شنبہ کی تھی شب تیرہ سو بیس یہ تھے تین سو ہجری سال

داد دنیا سے گئے خلد میں شبیر حسین

باپ کو دیگئے داغ غم ہجران و ملال

مطبوعہ اخبار الحادم ۱۲ اگست ۱۹۰۵ء معروض بہ جواب نامہ پدر از سید مجاہد حسین صاحب جوہر امروہوی

اے مرے قبلۂ حق کعبۂ ایمان و یقین اے مرے ہادی دین اہل علوم اہل کمال

مری ازغضب عالم از اعمار سے ۱۲۹۰ صفر ... [illegible]

اے

اے مرے عاشقِ شیدا مرے غمدیدہ پدر   اے مرے قلزم ذخارِ فیوض و افضال

اے مرے واسطۂ و رابطۂ اصل وجود   اے مرے باعثِ جان مصلحِ احوال و مآل

تین احوال ہین طفلی و شباب و پیری   مجکو انمین سے پسند آگئے پہلے دو حال

شک نہین آپنے شفقت سے مجھے پالا تھا   تھا مری تربیت و درس کا ہر وقت خیال

اتفاقاً مرے سر مین کبھی ہوتا تھا جو درد   ایک اک آن کا اوس وقت گزرنا تھا محال

سب درست اور صحیح اسمین نہین شک مطلق   مگر اللہ کی مرضی مین نہین کسیکی مجال

مجکو بھیجا تھا اوسی نے جو ہے سب کا خالق   لیا واپس بھی مقدر کیے جسنے آجال

ہے خوشی مجکو کہ دنیائے دنی سے چھوٹا   آپ للہ نہ کیجے مری فرقت کا ملال

اوس جگہ ہون مین جہان جنت و آتش سے ہے   نعمتین ایسی مہیا ہین نہین جنکی مثال

نام اوس جائے مقدس کا ہے وادی سلام   یان کے سکان پہ ہے فضل خدائے متعال

گلشن جنت ماویٰ ہے اسے کہیے تو بجا   انبساط و طرب و عیش سے سب مالامال

سبزہ سرسبز ہے اور نخل ہین شکل گلو   گلبن صنعت غفار ہے ہر ایک نہال

اس چمن مین جو ہوا آتی ہے بہاری   جھومنے لگتے ہین شاخین یہ ہے سبکا حال

چشمے وہ جاری ہیں ہر سمت درختوں کے تلے اِنَّ فی الجنّۃ نہرًا لبنٍ جسکی مثال

تشنگی رہتا ہو ان اکثر میں آرام ہے وہاں ایسی گرمی ہے نہ سردی کہ ہو جی جس سے نڈھال

ہو بیاں کس سے درختوں کے گھنے سایہ کا دانیہ جنکی ہے قرآن میں صفت ایسی ظلال

میووں کے گچھے جو شاخوں میں لٹکتے ہیں بہم نہ ستاتی ہے انھیں باد جنوب اور شمال

دل کی خواہش سے میں ان میووں کو جب کھاتا ہوں لطف وہ پاتا ہوں جس کی ہو ثنا امر محال

یاں کی صحبت کا بیاں کیا کروں ای قبلہ دل ہیں سبھی نیک سیر نیک و خوش نیک اعمال

قبر میں آپ جو دفنا کے پھرے گھر کی طرف آئے فی الفور نکیرین وہاں بہر سوال

فضلِ خلاق جہاں وہ دیئے میں نے جواب جس سے خوش ہو کے کہا دونوں نے نیک افعال

جوق جوق آئے تھے لینے کیلئے میرے بزرگ کس مسرت سے کیا سب نے مرا استقبال

باتیں کرتے ہوئے لطف و کرم و شفقت سے اپنے ہمراہ وہ لے آئے مجھے یاں فی الحال

چاہیے آپکو بھی ہے جو بزرگوں کا چلن صبر سے کام ہو جانا نہ رہے استقلال

میرے آسائش و آرام کو اب سن لیا آپ والدہ سے یہ کہئے نہ کریں ہیچ ملال

صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد کہہ گئے ہیں یہ بزرگان سلف نیک خصال

سنو

سنہ ہجری میں اسی وجہ سے جوہر نے کہا — یاں یہ کہیے صبر ہی بہتر ہے نہیں جائے مقال

سنہ ۱۳۳۳ھ

مدفن عیش میں ہے آپ کا شبیر حسین — یاد فرمائے جوہر کا یہ اک مصرع سال

سنہ ۱۳۳۳ھ

پڑھیے الحمد کہ ہے مرقد شبیر حسین — کھینچا آپ سر آہ رقم کیجیے یہ سال

سنہ ۱۳۳۳ھ

ناپسند آئے یہ مصرع تو یہ لکھیے سر قبر — مہر باری میں ہے شبیر نہیں جنکو زوال

سنہ ۱۳۳۳ھ

ایک تاریخ کی دوں اور خبر اے قبلہ — کہ لحد میں ہوا شبیر پہ لطف متعال

سنہ ۱۳۳۳ھ

سن فصلی کی جو خواہش ہو تو کیجیے یہ رقم — پاک مرقد میں ہے شبیر حسین نیک کال

سنہ ۱۳۲۳ف

سن سمت کی جو ہو فکر تو یہ لکھے گا — محو با خدمت شبیر ہے روز کمال

سنہ ۱۹۷۲ سمت

صوری و معنوی میں بھی ہو یہ مصرع تحریر
آہ تھے الف و صد سنہ یہی تنقیسوں اشکال

سنہ ۱۹۱۵ع

رباعی در شکریہ نظم مذکور از کاتب

جوہر جوہر کے ہیں نمایاں سب پر — ہے شیعوں کے فرقے کا وہ یکتا لیڈر
کیونکر نہ ہو یہ جوہر یوسف علی — جو ہر صد انجمن سے تھی بالاتر

رباعی سید جوہر صاحب بجواب رباعی مذکور

جوہر کی فقط یہ عزت افزائی ہے   جو آپ نے میری مدح فرمائی ہے
میری کیا نہیں مدح - ہے ثنائے علما   عزت یہ انہی کے فیض سے پائی ہے

دیگر

مرحوم پسر کو کبریا جنت دے   مغموم پدر کو صبر دے صحت دے
اپنی بھی یہی دعا ہے - اک قوم کی ہے   ہارون کے قلب پاک میں طاقت دے

تضمین بر سلام میر ببر حسن صاحب   سنہ ۱۳۰۹

برق جولاں ہے فرس شاہنشاہ ذیجاہ کا   تیز پیکاں ہے اشارہ شاہ حق آگاہ کا
تیز ہے مثل سنان تیر الف براہ کا   سیف براں ہے ریخ سبط رسول اللہ کا
شیر بسمل ہو سنے نعرہ جو بسم اللہ کا

کیا کسی کا خوف اسے جو ہو ولی اللہ کا   رعب چاروں سمت چھایا علی کے ماہ کا
شیر کو کیا خوف مجمع اگر روباہ کا   مصحف ناطق کو کیا ڈر کوئی بدخواہ کا
نیزہ خطی ہے کافی مد بسم اللہ کا

ہے ہمیشہ خوار جو دشمن ہے شہنشاہ کا   خوب ہے نازل ہو گر اس پر غضب اللہ کا
مدح حیدر کی جو کی دل جل گیا گمراہ کا   ذکر جب چھیڑا سر منبر شہ ذیجاہ کا
چل گیا حاسد پہ آرہ سین بسم اللہ کا

رہنما ہے حیدر صفدر خدا کی راہ کا   ہے معین احمد مرسل ولی اللہ کا

واہ کیا رتبہ ہے سلطان سلیمان جاہ کا   حق ثنا خوان ہے علی صفدر کی درگاہ کا

جانتا ہے وہ جو قاری ہے کلام اللہ کا

حضرت جبریل بندہ ہے تری درگاہ کا   تو ہی در ہے رہنما ہمیں ہر اک گمراہ کا

تجھکو حاصل ہے شرف سب قربت اللہ کا   اوج تجھکو کا ہوا ایسا نہ روح اللہ کا

عرش اعظم پایہ ہے مولا تری درگاہ کا

ہے عجب غم خلق میں سبط رسول اللہ کا   ماتمی گریاں ہے ہر بشر محبت شاہ کا

رونے میں سب حال سنکر فاطمہ کے ماہ کا   بزم ماتم میں خیال آئے جو قتل شاہ کا

سینہ گردوں نہ پھٹجائے تری آہ کا

کیا ولی تھا نور دیدہ حیدر ذی جاہ کا   تھا فقط منظور قرب اللہ کی درگاہ کا

جب قریب آیا بہت وقت شہادت شاہ کا   مجرئی یہ قول تھا خیر النسا کے ماہ کا

میں ہو بے سر پر بیلا ہو گیا خلق اللہ کا

شاہ دین نے کربلا میں آکے وہ ایذا سہی   ایسی آنکھوں نے نہ دیکھی اور نہ کانوں نے سنی

ماتمی ہے عرش پر [illegible]

پر خوشا ہمت خوشا صبر حسین ابن علی ع   شمر کو حضرت نے وقت ذبح بھی نفرین نہ کی

خیر خواہ خلق کب دشمن ہوا بد خواہ کا

فاطمہ زہرا یہ چلاتی تھی دیکھو بابجی   شمر نے رکھدی مرے بچہ کی گردن پر چھری

یادِ حق میں محو تھے حضرت خبر مطلق نہ تھی   ضرب اول تیغ کی جب شہ کی گردن پر چلی

چونک کر نعرہ کیا سید نے بسم اللہ کا

واہ کیا تھی تیز یہ بھی تیغ شہنشاہ زمن   کب بیاں ہو وصف اوسکا جسکو کچھ ہے ذوالمنن

ہو اگر شمشیر تیز ایسی تو اسکے تیغزن   عکس تیغ شہ سے یوں کٹتے تھے اعدا کے بدن

چاک کرتا ہے کتاں جس طرح جلوہ ماہ کا

جسم خاکی سے مرے جس دم نکل جاویگا دم   اور لیجاوینگے مری روح کو سوئے عدم

پیشوائی کو مری آوینگے رضواں بہم   باغ جنت میں ہوا کس طرح جا پہنچینگے ہم

تھام کر داماں دو لب اپنے خضر راہ کا

دشمن آل نبی جا بجا تھے سر گروہ گشت   دین حق سے ہو گئے تھے وہ بد سرشت

یعنی کیا تھی ناصران کربلا کی سرنوشت   شہ کے یاور ابھی جا بیٹھے دیکھ لیتے تھے بہشت

سچ ہے سودا ہے بہت مشکل خدا کی راہ کا

ہٹ یہ بھی ہر دم ہمیں خونیں نہانے دیجیے فوج اعدا کے بدن سے سر گرانے دیجیے

سینہ پر تیغ و سناں تن تن کے کھانے دیجیے کہتے تھے عون و محمد رن میں جانے دیجیے

ماموں صاحب ہم کو ہے ارمان بس جنگاہ کا

قتل ہوتا تھا جو رن میں سبط احمد بیگناہ فاطمہ زہرا کی آنکھوں میں تھا سب عالم سیاہ

جور بیجا پر بیان ~~تیر اندازی کا بیلیں~~ آمادہ تھی ساری سپاہ حر کو آتی تھی صدا جا فلاں سے فوج شاہ

کام باطل کی طرف گیا مرد حق آگاہ کا

جبکہ میداں میں شہید تیغ جفا ہو گیا کی سب نے اوس کے سر پر بشیر نے آہ و بکا

خوش ہوئیں زہرا بہت اور شاد محبوب خدا حر گیا جب حوض کوثر پر تو حیدر نے کہا

دیکھ یہ انجام ہے آل نبی کی چاہ کا

اے صبا جو روز کہتی ہو یہ نست استادہ ہم خدمت عترت میں خانہ میں پیری آئی ہے قدم

دور ہے گو راہ لیکن کعبہ میں بکا الم پہنچا ہو جانب قتل گاہ سوئے عدم

خانہ زاد شہ ہیں محتاج زاد رہ کا

بچپنا گذرا جوانی دیکھا صرف قدم تھد دستا آگے ایام پیری کا قلم

بعد چندی سوے جنت جو گیا اپنا علم   دم ادہر نکلا ادہر طے ہو گئی راہ عدم

کون مشکل ہی سفر اس منزل کوتاہ کا

خیمہ آل عبا میں ہے بپا شور فغاں   چاک کرتی ہیں گریباں اپنے رو رو بیبیاں

جسم سبط مصطفے سے اشقیا ہیں ۱۹۰ سر جدا کیا چلا ہی بہن اکبر جواں

سامنا ہے شاہ کو پیری میں غم جانکاہ کا

تضمین بر سلام میر انیس مرحوم ۱۹ صفر سنہ ۱۳۲۱

عرش پر جبریل کے ماتم کہاں رہتا نہیں   فرق جن کے زمیں پر جو فغاں رہتا نہیں

کونسی ایسی جگہ یہ غم جہاں رہتا نہیں   ہر گلی کس شہر میں شور فغاں رہتا نہیں

سید مظلوم کا ماتم کہاں رہتا نہیں

بے عزای سبط پیغمبر ملا کسکو بہشت   قیمت اشک حسین ابن علی سمجھو بہشت

مفت ملجاتی ہے تمہاری ہاتھ سے کیوں دو بہشت   ایک آنسو ماتم شہ میں گرا کر لو بہشت

آج کے بازار کا سودا گراں رہتا نہیں

ہر کہ و مہ کے لیے درپیش ہے راہ عدم   کیا جوان کیا پیر کیا اہل دول کیا ذی حشم

موت سے چھوٹیگا کوئی بھی نہ خالق کی قسم   دیکھنا فانی آئے ہیں جو صاحب طبل و علم
کل اونہی کا خلق میں نام و نشان رہتا نہیں

فرض ہے جن و ملک پر اقتدائے اہل بیت   خود خدا قرآن میں ہے مدحت سرائے اہل بیت
دونوں عالم میں نہیں بہتر سوائے اہل بیت   ہاں رکھو کاشانۂ دل میں ولائے اہل بیت
بے مکین کے صاف و پاکیزہ مکان رہتا نہیں

سوچتے برسوں رہے تا ہو کچھ اسکا بھی وضوح   کیوں گئے دنیا سے شیث و آدم و ادریس و نوح
بعد مدت کے ہوا اس باب مطلب کا فتوح   گھٹ گئے ارکان تن پیری سے کیوں نکلی یہ روح
کہنہ ہو کر قابل مسکن مکان رہتا نہیں

تیرے باعث سے ہوا رونق پذیر اسلام و دین   رتبہ عالی ہے تیری نسبت سے عرش برین
بوسہ گاہ انبیا ہے آپ کے در کی زمین   کیوں نہ ہو کعبہ کا ثانی یا امام اولین
ایکدم سجدے سے خالی آستان رہتا نہیں

فرقت فرزند میں کب دیکھو آسکتا ہے چین   نور آنکھوں میں رہا کچھ جب نہ نور عین
کس سے ممکن ہے کہ لکھے حال شاہ مشرقین   جسطرح گر کر پسر کی لاش پر تڑپے حسین
خاک پر یوں گر کے بسمل بھی تپاں ہوتا نہیں

خون کی سبط نبی کی ~~سبط نبی کی~~ (ظالمو نے) مہماں آبپاشی کے عوض کی خونفشانی ظالمو
تپش گرمی کی یہ تشنہ دہانی ظالمو کہتے تھے شہ علی اصغر کو پانی ظالمو

گھر میں کافر کے بھی پیاسا میہماں رہتا نہیں

تھا کبھی ہمکو بھی حاصل اختیار باغ نظم شاخ پر وہ کے تھے پردم نثار باغ نظم
لیکن اب اس جل میں نہ صوت ہزار باغ نظم عہد پیری میں دکھا میں کیا بہار باغ نظم

لطف گلگشت چمن وقت خزاں رہتا نہیں

توبہ عصیاں نہ کرے پر ہے کیوں اتنا مصر یاد رکھ اک روز ہوگی یہ تری غفلت مضر
کہہ یا کہنے رہیگا سو برس تک مستمر کبر سن پر موت انساں کی نہیں کچھ منحصر

پیر رہتے ہیں اکثر نوجواں رہتا نہیں

ماتم سبط نبی سے شغل ہے شام و پگاہ چھا گیا ہے سینۂ غمناک پر ابر سیاہ
آتش سوز دروں سے جل کے شعلہ رگ گاہ پھنک رہا ہے دل غم شہ میں اٹھے کیا دود آہ

شعلہ ور ہوتی ہے جب آتش دھواں رہتا نہیں

حلم کیا کیا لوگ گذرے ہیں وفا کے دشت میں تھے پڑے ثابت قدم صدق و صفا کے دشت میں
دیکھ لو عرفاں دہ دست کربلا کے دشت میں مدحت آل پیمبر کے ثنا کے دشت میں

اس کا رخش قلم گرداں دوڑا رہتا نہیں

تضمین بر سلام میر انیس مرحوم

صاف گلزار جناں کا ہوگا منظر قبر میں آ گئی جنت سے خوشبوئے گل تر قبر میں
بہر امداد آ گئے شبیر و شبر قبر میں مجرئی شمعیں ہیں ظلمت کا نہیں ڈر قبر میں
ہوگا نور الفت آل پیمبر قبر میں

میر کی مدحت کا اثر باقی رہیگا تا ابد اسکے ہر مصرع کے بدلے میں صلہ ہیں لاتعد
راستے سے ہیں مستجل اپنے دعوے کی سند ہوں ثنا خوان گل زہرا ابھی سے تا لحد
باغ جنت کی ہوا آتی ہے فرفر قبر میں

ساتھ ساتھ اپنے عمل کے رحمت داور بھی ہے چشم افضال و عطائے آل پیغمبر بھی ہے
خانۂ دل نور سے برج مہ اختر بھی ہے فضل حق سے روشنی اندر بھی ہے باہر بھی ہے
شمع تربت ہے چراغ حب حیدر قبر میں

کشتی اعمال سے میں ہو چکا تھا روسیاہ موج بحر معصیت میں تھا مرا بیڑا تباہ
ہاں مگر دل میں جو رکھتا ہوں حب اپنے شاہ پرسش اعمال کیسی ڈھک گئے سارے گناہ
بن گئی خاک شفا رحمت کی چادر قبر میں

دولت دنیا و جاہ و حشمت و تاج و نگیں ہست فانی ہیں کسی کا اعتبار ان کا نہیں

بے تامل جاتے ہین اہل ادراک و یقین   چشم عبرت کا اشارہ ہے بوقت واپسین

دیکھ خالی ہاتھ جاتا ہے سکندر قبر مین

قبر مین جاہ و حشم آخر گیا کس کے ساتھ   ہے مخالف اب اوسی تھا موافق جس کا ساتھ

ایکسی برتاو اسکا اجل و فارسی ساتھ   مال و دولت دو بابی اسکا ہی نہ کشکول اسکا ساتھ

دیکھ لو یکسان ہین درویش و توانگر قبر مین

ٹوٹ جاینگے بلا صحبتون کے بعد مرگ   چھوڑ دینگے ساتھ چلنے عزیزون کے بعد مرگ

ہاو ہل جاینگے عقدی صحبتون کے بعد مرگ   قطع ہو جاینگے رشتے الفتون کے بعد مرگ

ساتھ جایگا نہ بابا نہ برادر قبر مین

ساتھ جاینگے نہ بہر ماتم احباب جہان   چند دن کے یہ جلسے ~~اهه~~ اصحاب جہان ہین

ہر طرف سے منہ موڑ جاینگے ارباب جہان   نفع بخشینگے نہ دولت نہ اسباب جہان

کام آینگی نہ یہ پوشاک پر زر قبر مین

اسقدر فخر و تبختر کیون کرو ای غافلو   ایکدن جانا ہے یان آیا ہے جو ای غافلو

کبھی آنکھ ایک سے غفلت سنو ای غافلو   حال حشمت آئینہ مین دیکھ لو ای غافلو

لیگیا کیا مال دنیا سے سکندر قبر مین

لہو در تجار کی قبر پر سجاد نے — گریہ و نالہ کیا دل لہو کر سجاد نے

اشک بر حسرت بہائے قبر پر سجاد نے — احمد مرسل کو دیکھا جنگلے سر سجاد نے

جب اوتاری لاش نور چشم حیدر قبر میں

کس سے امید نکو دفن کے بعد النفیس — اے کیا ہاں قدہ عشق جو کی دفن کے بعد النفیس

بیکسی تک بھی نہ روئی دفن کے بعد — یو نکینے آپا نہ کوئی دفن کے بعد النفیس

ہے عجب بیکسی کہیں گذری جو میر قبر میں

ایضاً بر کلام میر نفیس مرحوم از مجھ ہارون حلم

گریہ میں ڈال دیں بیڑی سجاد کے یاد میں — بانده دیں سو گر رہ چلتی ہوا کے یاد میں

کیا کہوں کعبہ زور نہاد بیت خدا کے یاد میں — تھی وہ وقت اطفال اپنا نہ او سجاد کے یاد میں

جو مثات اے مجرئی تمام تھے اپنے یاد میں

ایضاً

یوں تو بالا دست تھے عالم میں شاہ باکرم کوئی — مشکل نہ تھا غیر از رسول محتشم

ہاں مگر کعبہ اور تھی ماں دی کہو تر شان اعظم — جب سے لے گئے دیں دو شم پا کب احمد مرسل قدم

اوج ساق عرش تھا دست خدا کے یاد میں

کردیا گلہائے نقش پا سے گلشن راہ کو — عام بخشش سے بنایا زر کا مخزن راہ کو
ابر رحمت سے سوا تھا ظل دامن راہ کو — فیض نقش ہر قدم کرتا تھا روشن راہ کو

تھا یہ مصباح عالم مرتضے کے پاؤں میں

سرور جن و ملک تھے افضل عالم رسول — عزت اہل زمیں فخر بنی آدم رسول
خود بلند پایۂ عرش رفعت وہ اعظم رسول — اے زہے رفعت کہ ہوا جلوہ گر جسم رسول

وہاں بھی تھی نعلین محبوب خدا کے پاؤں میں

اوس سے قائم تھا فلک اور اس سے قائم ہے زمیں — اسکے پا کے سامنے رگڑتے تھے ملک اپنی جبیں
شاہد عادل ہے اس دعوے پہ قرآن مبیں — وہ ستون رکن حق تھا یہ رکن دین حق

فرق کیا ہے مصطفے و مرتضے کے پاؤں میں

ہے صراط مستقیم شرع راہ بوتراب — انکے پیرو کو قیامت میں نہیں مطلق عذاب
کیوں مخالف ایسے ہی او ناصبی خانہ خراب — سرکشی کو چھوڑ گر منظور ہے راہ صواب

ورنہ ٹھوکر لگتی ہے اسد خدا کے پاؤں میں

گم شدہ و نکرا اسلے و نکلا یا بارہا — شب کو جا جا کے خود بھوکوں کو کھلایا بارہا
آب رحمت تشنہ کاموں کو پلایا بارہا — مردہ جسد کو ٹھوکر سے جلایا بارہا

تھے سب اعجاز مسیحا مرتضے کے پاؤں میں

موم کر دیتا تھا پتھر کو بھی حضرت کا کلام — جھکتے تھے اشجار سو تعظیم سے بہر سلام

جب کبھی چلتے تھے محبوب خدا با احترام — سنگ خارا پر نشان پڑتا تھا زیر گام

تھا یہ ادنیٰ معجزہ خیر الوریٰ کے پاؤں میں

نہ نظر بیٹھا ہو کب سے ہائے کیوں آنسو آ گیے — بیخودی رفتار کی شیدا کو دکھلا نہ گیے

کی سر آشفتہ کی ہمارے عزت افزا نہ گیے — قاسم نوشاہ کے ترتیب کیا بولا نہ گیے

کیا لگی ہے صبح سے مہندی ہوا کے پاؤں میں

کس مصیبت میں پھنسی تھی عترت خیر الانام — ظلم پر ظلم اور بلا پر تھی بلا ہر صبح و شام

طوق و زنجیر گراں پہنے بائندہ تمام — قید اعدا میں جو پہنچے کی پا پیادہ راہ شام

گڑ گئے کانٹے مریض کربلا کے پاؤں میں

کب یہ ظلم و جور اولاد نبی پر تھا روا — قید کر کے لے گیے تا شام انکو اشقیا

اور تو جو جو ستم گذرے وہ ہیں کس سے ادا — ای عزیزو حیف کی ناموس مصطفی دیکھو ذرا

بیڑیاں ہیں یوسف آل عبا کے پاؤں میں

کیا سبب کیوں تھی ای نکہت باغ رسول — نہ صبا نے بو گئی نکہت باغ رسول

کیوں بھلا مجھ سے چھپا نکہت باغ رسول — ہجر ہو گیا دن اور نہ لائی نکہت باغ رسول

چبھ گئے ہیں گل کے کانٹے کیا ہوا کے پاؤں میں

غوطے کھاتے ہیں شناور دُرِّ مکنوں کے لیے — ہیں بشر حیران ہمیشہ نقد مخزوں کے لیے

کیا کہوں کیا فکر ہے اس قلب محزوں کے لیے — رات دن یوں طبع سرگرداں ہے مضموں کے لیے

جیسے بہر رزق ہو گردش گدا کے پاؤں میں

جب ہوئے بے جرم ہو کر اسیر اشقیا — قتل کے میداں میں پہونچی وہ غریب و بے نوا

دیکھ کر سبط پیمبر کا بدن سے سر جدا — کہتے تھے سجاد کیونکر سر کروں میں پیش فدا

تب لیے بیڑی ڈالدی ہے ہلے وداکے پاؤں میں

یاد کس سلطان عالم کی ہے وقت میں جلیس — لگی محفل محفل اند فلک کی ہے نفیس

حلم سب کے ہے وہ جیکو کہ کیا ابن انیس — آرزو اوسکی قدم بوسی کی ہے دیکھو نفیس

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ — ہے ضیا خورشید کی جس بادشا کے پاؤں میں — تمام شد

تضمین بر سلام میر مونس مرحوم

باب مضموں جدید اے طبع انور کھولدے — قفل در بند حکم ای نکتہ پرور کھولدے

دفتر غم شاہ کا اے قلب مضطر کھولدے — عقدہ سلک گہر ای دیدۂ تر کھولدے

اے زباں ہر بس کر اپنے جوہر کھولدے

مدح حیدر مین وصف ایما سخنور گیرولدی طائر حسن بیانیکه چلد شهپر گیرولدی

ای زبان بیر معدن یاقوت و گوهر گیرولدی عقده سلک الّه دیمک درّ گیرولدی

ار بیانی بر مسکاتی جوهر گیرولدی

رشک ده سنبل گویا زلف معنبر گیرولدی عرق من ژیاله کر خار انور گیرولدی

دُر خجل جامی گردنده گوهر گیرولدی گر هر ایند نقاب روی اکبر گیرولدی

گوره ما وزرا و انگیمین شید اختر گیرولدی

تا بخشش شاه حاتم ای توانگر گیرولدی هاشمی فیاض حاتم ماند گل تر گیرولدی

بند فیروزی خزانوننکه بر ابر گیرولدی خیبر کر منم گلی کعبه زر گیرولدی

بخت کا در بند کردی خیبر کا در گیرولدی

ای سبط مصطفی گر روانند گیرولدی باجبین صاف و حلقه کا دبر گیرولدی

شوقی من انگیمین ای خورشید خاور دشت حسن جرجر آگر گیسوی اکبر گیرولدی

مشک ناقه حلقه زلف معنبر گیرولدی

تمت چیوره دامانی دستگاهی اسکی دکمیم منشی ... مستنسخ ... قضایی اسکی دکمیم

ماروں اژدر دم کھاتی ہے گھر بے بنیاد آنکھ کا ہے دیکھیے   تیرگی ظلمات کی کیا نہیں سیاہی آنکھ کی دیکھیے

قبر ہے یہ قبر آنکھیں اے سکندر کھولدی

ہے علی زینت زبردست خدا جو ننگ کرے   کیا تعجب ہے اگر سونے کے بل چشمہ میں گرے

عقدہ لا ینحل کو کھولے ہاتھ جب اونچا کرے   دست قدرت ہی لگا یہ جو بندھا ہو دے

جس گرہ کو ناخن تدبیر حیدر کھولدی

کاٹے سر لشکر کے لیکن اس کی خو لیے   جو جھپٹے وہ تیری اماں کے الیف میں عدو کی

تونے خونریزی میں جو روز ازل سے آگاہی کی   تونے دشمن کھولے تیغ دو الفقار حیدری

سر اٹھا کر اژدہا موذی جب حملہ اژدر کھولدی

کربلا کے بن میں تھی صد حیف تقدیر ظلم   جب کہ سبط نبی پر تک ... شمشیر ظلم

کوئی بچا دنیا میں کر سکتا ہی کوئی تقدیر ظلم   شمر کہتا تھا چلا او دم کھا تیر ظلم

اژدہا موذی جب حملہ اک لیلیٰ کے اصغر کھولدی

جو گیا وہ جب تک رہے خاک و جا سر ہوا   ہے غم واندوہ اس وقت محبوب خدا

پر ہوا مقتول مرحب جب دم لڑنے   فتح اعلیٰ کی اثر پر احمد نے کہا

ہاتھ کو نعرے یا زور و حیدر کہ باب خیبر کھولدی

ہند شش وحسن بیانمین ہے مجھے طبع سلیم　ہو نہ لفظون مین گرانی اور نہ مضمون ہو سقیم

ست گویائی کی طاقت تونے بخشی ای حکیم　تو ہی دانا ہر رگ و ریشہ کا اوسکا یا کریم

خم دے تیغ زبانکا کون جوہر کہولدے

لاکہ اب باد مخالف زور دکھلائے تو کیا　یا کہ موجون نے سمندر کے تلاطم ہو بپا

غرق دریا کا سفینہ ہو رہے لیں مطلقا　آئے طوفانسے بچانے کو علی اے ناخدا

ہان گرا دے بادبان کشتی کا لنگر کہولدے

عجمہ مخاوفات سے حیدر ہے مشکلکشا　ہو گئی حاجت روا جب کوئی آیا بینوا

یہ ہوا مشہور جب سے انکو کہا فیصلا　قید مین بلبل بھی جا دیتی علی کو یہ صدا

میرے پرانے قاضی باز و کبوتر کہولدے

مرتے جاتے تھے رفیق شاہ جو نخچو صبح　ایک بھی ملنا نہ سید کو مین گیا جو صبح

مضطرب جو دیکھتے تہی لخت دلکو صبح　کہتی تہی بانو کمر باندھے ہو ہو صبح

کیون علی اکبر گرہ ٹیکے کی مادر کہولدے

فرقدین

راہ حق مین کردے قربان اپنے نور عین　جسکا رتبہ ہے کہین تنہا ایت اوج فرقدین

وقت عصر آئے ادا کر لو خود بھی سر کا دین | ذبح کا مشتاق ہو گا کون اس جا جز حسین

ہنس کے جو بند گریبان زیر خنجر کھول دے

واقعات دہر بد و دہر سے سنتا ہوں میں | غرق دریائے تحیر روز و شب رہتا ہوں میں

لیکن اس جانکاہ غم سے اپنا سر دھنتا ہوں میں | شمر سے کہتی تھی زینب دختر زہرا ہوں میں

میرے بازو کی رسن بہر پیمبر کھول دے

قتل کے سد انہیں تنہا تھے شہ والا صفات | نامہ بر آتے میں تھا با خط صغرا لیکے ساتھ

دیکھ نامہ رہ گیا حیران نہ نکلی منہ سے بات | شہ نے قاصد سے کہا تو لے کے گر میں ہاتھ

تو خط صغرا کا نامہ بر ادھر کھول دے

مدح خوان گزرے ہیں لاکھوں فاطمہ کے ماہ کے | ہیں ثنا گو بیشمار اوس خاصہ اللہ کے

حسلم کچھ نہ تھا تم ہی ہو دن رات راہ کے | نکتہ داں ہو طالع مونس سے ذکر شاہ کے

۱۳۲۱ھ ۲۱ ربیع الاول

اپنے بستہ سے ابھی دفتر کے دفتر کھول دے

سنہ ۱۳۰۹

سلام

غم سرور میں جو مصروف بکا ہوتا ہے | خلد میں اوسکے لیے قصر بنا ہوتا ہے

قطرہ اشک غم سرور میں جو آنکھوں سے گرا | ہیں یہ خالق وہ دُرِ بیش بہا ہوتا ہے

جب لگا تیر پہلو تو کہا سرور نے / تجھ پہ یا رب مرا اصغر بھی فدا ہوتا ہے

شب عاشور یہ حضرت نے رفیقوں سے کہا / دیکھیں کل صبح کو اس دشت میں کیا ہوتا ہے ق

جسکو منظور ہو جانا وہ چلا جائے ابھی / اب گزرتے ہی یہاں ظلم سوا ہوتا ہے

مرنے والوں نے کہا آپ پہ جانیں ہوں نثار / خوش ہیں ہم بندۂ ارشاد یہ کیا ہوتا ہے

سینۂ شہ پہ چڑھا شمر تو زینب نے کہا / ہائے بھائی مرا ذبح قفا ہوتا ہے

دی یہ اکبر نے صدا دوڑیے بابا جلدی / زیست سے آپ کا فرزند جدا ہوتا ہے

اشقیا کہنے لگے سبط کو بیدل ناشام / ایسے ... پہ یہ ظلم بھلا ہوتا ہے؟

اے شبیر خدا

رو کے زینب نے کہا جلد خبر لو بابا / ظلم شبیر پہ اب حد سے سوا ہوتا ہے

کہا زینب سے یہ شہ نے کہ بہن صبر کرو / نہیں ٹلتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

سارا گھر راہ الٰہی میں لٹایا ہم نے / کوئی کم خلق میں یوں وعدہ وفا ہوتا ہے

جبکہ مرتا ہے ثنا خوان حسین ابن علی / حوض کوثر سے وہیں جام عطا ہوتا ہے

جلد اب حلم کو روضہ پہ بلا لو مولا / دیر ہوتی ہے تو دم تن میں خفا ہوتا ہے

سلام ۱۳۰۶

بیان وصف حیدر جو ہم سے نہیں ہو سکتا / جو ... دریا میں ڈوبا ہو وہ پار نہیں ہو سکتا

کہاں اوج ثرید دو کہاں منبر کا رتبہ ۔ بلا کے پایۂ عالی میں شب بیکس کا

فزوں ہے رتبہ اسکا غم شہ در ماندہ میں ۔ برابر اسکی ضو کے کوئی گوہر [illegible]

کہا شہ نے نہ بیزار موت اب چارہ نہیں کوئی ۔ خلاف حکم حق اچھی نہیں [illegible]

رضا مانگی وغا کی جب اکبر نے تو شہ بولے ۔ نہیں فرزند کی دو رخصت یہ [illegible]

وغا عباس کی دیکھی تو بیٹے قاسم سے ملک شام کو ۔ کو ساد و نشاں ہے اس لشکر کے [illegible]

کہا حرز نے بعد سے مجبور بیکسی تامی اوس اور فر ۔ لڑ کر آ[illegible] کے بنی آ [illegible]

پھر اگر فاطمہ کا دو پسر ہی ہو گیا جانے ۔ کوئی آ[illegible] کہہ اسی طرح [illegible]

ہوئی در فرزند تو بابا ۔ کبھی مجھ بے کفن [illegible]

سر نیزہ دیکھا ہے مجھ [illegible] ۔ کسی لے پہ بیچ [illegible]

خدا نے بیکسی پر رو کے [illegible] ۔ کوئی [illegible] مظلوم اور [illegible]

جفا کش بیکسی پہ تیغا چلی زرہ کر [illegible] ۔ [illegible] کسی جا [illegible]

ہوئے خون کلمہ شہ [illegible] حلم [illegible] اعدا سے ۔ کبھی [illegible]

سلام

سالک مسلک تسلیم و رضا کوئی نہیں ۔ بجز حسین بن علی [illegible] و فا کوئی نہیں

وعدہ بچپن کا جو تھا حق ادا اس نے کیا　　صادق الوعد ہیں ایسے بخدا کوئی نہیں

روز عاشور ہوئے قتل بہتر رفقا　　نام عصر رہا شہ کے سوا کوئی نہیں

کہتے تھے سید سجاد غم سرور میں　　غیر فریاد کے اب میری دوا کوئی نہیں

سینہ شہ پہ چڑھا شمر لیا تیغ دکھا　　زیر خنجر کہا آل نبی بجز مرے بچا کوئی نہیں

بولے شبیر ستاتا ہے نہیں پاس مجھکو　　میری تقصیر تو اے یار خدا کوئی نہیں

آئی ہاتف کی ندا صبر کرو اے شبیر　　تم سے رتبہ میں سوا پیش خدا کوئی نہیں

کہا سجاد نے زینب سے کہ تم سہ لینا　　اب سوا چارہ بجز صبر و رضا کوئی نہیں

قیدیوں کو جو ملا خانہ بے سقف و سایہ　　گرد دم کے سوا جسموں پہ ردا کوئی نہیں

سر سے پا تک تھے لگے جسم میں تیر اتنے کہ　　زخم سے عضو بدن ہی بچا کوئی نہیں

کہتی تھی فاطمہ صغرا یہ فراق شہ میں　　غیر رونے کے مدد میری دوا کوئی نہیں

دوزخ سے کیا خوف تجھے اے حلم　　غیر از بخشش ماتم کے جزا کوئی نہیں

حلم

سلام

عجب پانی سلطان زمن کی گئی یا　　زمین کربلا کی خاک سے خاک شفا حلم

گہ باغ محمد کی تماشا خوانی جو کی تھی — خطاب عندلیب گلشن احمد ملا مجھکو

سہرا و ملک و دولت سے نہیں کچھ کام دنیا میں — فقط کافی ہے نقد حب شبیر کبریا مجھکو

غم شبیر میں رو کر ہوں میں یا قابل جنت — ملی ہے خوب یہ درد محبت کی دوا مجھکو

عزا شاہ میں یا آنسو بہا کر دیدۂ تر سے — مے کوثر کے ملنے کا تقاضا ہے میں تھا مجھکو

ق کوئی سمجھا ہے گر پوچھیگا تو یہ کار شفیع میں یا — نزا امام دو شان کے آتا ہے نظر ان کا تماشا مجھکو

جیسا اگر سر جائے راہ دین کی وہ تو لائق ہے — جدا ہیں یا اب تو کہتی ہیں عزیز میرا مجھکو

محبت میں حسین ابن علی کی یہ جزا پائی — اجر جنت میں جوار احمد و زہرا ملا مجھکو

ق

ہے اذن وغا اگر جو ہیں ختم شہ دوسرا ہے — بچا تو جو کہا اب تو یہی زینب کی رضا مجھکو

گلے ملنا ہے وہاں ہو شہر یہ اور ہم کو اس عالم — نہ جانا دو تو ہے کہ بہنیں جیسی اشتیاق مجھکو

ق

قریب موج شہ اکبر کہا جو دلاور نے — یزید مجیا کے مال و زر سے کچھ کام کیا مجھکو

کہ جنگ سر فدا قدم نہ گر سلطان عالم کے — خدا احمد مختار دے جنگ دعا مجھکو

یہ حلم خستہ تن کی آرزو ہے روضۂ شہ میں شامل ہو — کہ مٹی ہو وہاں اے باد صبا مجھکو

مقطع
تو جانے محرم کا گر دو سو تیرا آنکھوں کا کفن بنو — ہر شیخ جیسے گا دل ریخ سے پہر آبا کا کفن بنو

یہ ماہ مصیبت ہے یہ خنجر آفت ہے کہ بے غم سے فراغت اس ماہ میں سیپارہ خالق کا ہوا آیا کالی کفنی پہنو

اس ماہ میں احمد سے حسین مارا گیا اور انکا ہے روتا سارا انکا کیونکر نہ ہر اک روئے جب فاطمہ کا جایا کالی کفنی پہنو

کس طرح نہ ہم روئیں کس طرح نہ جی کھوئیں کیا سوچ کے جیتے ہو میں

اس چاند سے پیکر کو کیسی بے خبر اڑایا کالی کفنی پہنو

اس ماہ محرم نے حیدر کو رلایا ہے غم تازہ دکھایا ہے

اس رنج شدائد نے کو فردوس میں تڑپایا کالی کفنی پہنو

گردوں پہ فرشتوں میں اک شور قیامت ہے کیسی یہ مصیبت ہے

کرسی تھی تھرائی اور عرش تلک بھی ہلایا کالی کفنی پہنو

ہے خاک بسر زہرا فرزند کے ماتم میں یا باپ ہے اس غم میں

مرنے پہ بھی اک دم کو آرام نہیں پایا کالی کفنی پہنو

گھر چھوڑ کے یثرب سے شیعیان کی حویلی کو لکھا شاہ نے خط جو

وہ دشت مصیبت میں وہ کرب و بلا آیا کالی کفنی پہنو

اللہ رے دل والو زہرا کو ذرا دیکھو جیتی ہے وہ خون تھو

خاتون قیامت کو اس چاند نے رلوایا کالی کفنی پہنو

شہید ہوئے ہیں مولا شہید ہوئے آقا ہائے امام ہمارا

شہیدوں کا سرور نیزہ پہ ہے مولا کا اور شہا سایہ ہے بابا کی کفنی پہنو

کیا کیا ستم نہیں دکھ پائی گھر چھوڑ کر بابا آئی سر اپنا کٹوائی

بیکس یتیموں کو صد حیف نہ رحم آیا بابا کی کفنی پہنو

جلتی ہے جو خیمہ تمہارا رو دو علم تھا آگ ادھر ہیں لگا دی

گھبرا گئے اکبر یتیموں کا دم ہر نشو نہیں آیا بابا کی کفنی پہنو

اس خانہ ظالم میں ہم خوف در آئی فوج عمر بدین

جس گھر میں فرشتہ بھی بلا اذن نہیں آیا بابا کی کفنی پہنو

کبھی کی شہادت ہی ہمارا گریاں کیا تھی اس سیر پہ شیم دیکھو

زنجیر و رسنی جکڑائی اور طوق بھی پہنایا بابا کی کفنی پہنو

وہ وقت بھی کیسا تھا روز کے جو بستی تھی وہ فخر سلام

عمر بھی کئے ماری بابا کی بھی نہ تھا آیا بابا کی کفنی پہنو

مراکے بیکس ہی ہے صلم حزین یہ روداد دو سوار شہید

ہو جائے محرم گر دو نہ فطر آیا بابا کی کفنی پہنو

۱۳ شعبان ۱۳۲۱ھ

قصیدہ در مدح امام زمان علیہ السلام

صبح امید ہے ذکر رخِ تاباں کسکا — خندۂ گل ہے خیالِ لب و دنداں کسکا

مہر ہے شانہ کشِ زلفِ پریشاں کسکا — ماہ ہے آئینۂ روئے درخشاں کسکا

اشرِ بالِ ہما رشتۂ داماں کسکا — افقِ تقدیر بنا چاکِ گریباں کسکا

ہے سہیل یمنی گوئے گریباں کسکا — فلک البرج پہ جوزا ہے ثنا خواں کسکا

دمِ عیسیٰ سے فزوں ہے لبِ جنباں کسکا — ید بیضا ہے کفِ جود نمایاں کسکا

خلق میں غاشیہ بردار ہے کسکے ملک — پر جبریل رہا مروحہ جنباں کسکا

آسماں پایہ ہے کسکے درِ دولت کی زمیں — ہمسرِ عرش ہے توقیر میں ایواں کسکا

کسکے عالم میں سماوات کیا خالق نے — جا ملائک نے لیا قرب سے ایماں کسکا

کسنے بھیجا تھا وہاں مائدہ بردِ سلام — تھا خلیلِ صمدی آگ میں مہماں کسکا

دل و جاں سے ہیں فدا خلد کی حوریں کسپر — کب سے مشتاق ہے غلمانِ گلستاں کسکا

معجزہ پوش کی ہیں جان لگی چیں کی شکن — نکتہ طرازی ہے قدسی و دبستاں کسکا

منتظر خلق ہے سماوات و ہوا کسکا ظہور — وجہِ ایجاد ہوا احمد سے امکاں کسکا

فات

نام ہے کسکے مزین ہیں جہاں کے نوفمات ۔ اپنے قرآن میں مداح ہے یزدان کسکا

کس کی تسلیم نے بخشا ہے دو عالم کو شرف ۔ بار ہے گردن کونین پہ احسان کسکا

کسکے محکوم عدالت میں ہیں جن و انس و ملک ۔ سیف قاطع سے بھی کچھ تیز ہے فرمان کسکا

چشمۂ فیض ہے انگشت اشارت کسکی ۔ منبع جود ہے دست گہر افشان کسکا

ہے شب پانزدہم کسکے سبب ثبت قدیر ۔ مطلع نور ہے نصف مہ شعبان کسکا

مہدی ہادی دین یہ بشیر و شرع مبین ۔ غیر اولاد نبی ہے یہ شرف یان کسکا

خود امام اور امام آپکے آبائے کرام ۔ یوں بلا واسطہ ہے مجد فراوان کسکا

گر نہیں فرد جہاں آپ بانداز جمال ۔ عکس تنویر ہے حسن مہ کنعان کسکا

گلشن میں آپکے وصف کے چرچے جو نہ تھے عالم میں ۔ نام لیتا تھا یہ پھر مرغ غزلخوان کسکا

دل میں جو کچھ بھی خفی ہے انپہ ہویدا ہے تمام ۔ ایک ساں علم میں ہے یوں ظاہر و پنہان کسکا

انکے سائل کو نہیں شاہی کونین اگر ۔ پھر تو بتلاؤ کہ ہے نام سلیمان کسکا

جسنے کی انسے عداوت کی خدا نے قایم ۔ خود جہنم میں جلا اسمیں ہے نقصان کسکا

غیر سے کب ہیں کیا کوئی دشمن ہو کہ دوست ۔ ذکر یہ چھیڑ دیا بھیجکے ناداں کسکا

سر تسلیم جھکا سر کو ادب کی یہ جا ۔ کسکا دربار ہے یہ اور ہے ایوان کسکا

حضرت

حضرت حجت قائم کی ہے سرگہ رفیع — ہاتھ سے لے بیٹھا گیا سایۂ بسمل داماں کبکا

عشق حجت میں تمہارے تمہیں اے حلم — نگراں در پہ ہے دیدۂ حیراں کبکا

ہند میں ایک ہے گئے خانۂ تاریک میں — یعنی قید تو ہر گز نہیں نام ہی زنداں کبکا

اب سونچا دین خراسان و نجف کو ورنہ

اب غریب خانے میں کون ہوا یاں کبکا

قصیدہ مدحیہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ۲۳ شوال سنہ ۱۳۲۰ ہجری روز جمعہ

بیکراں بحر ہے دنیا میں طبیعت میری — حکما مات ہوئے بیٹھے میں جودت میری

رہ گیا دنگ مقابل میں مرے جالینوس — تجربہ کر گئی جب وقت حذاقت میری

ہے ارسطو کو لکھا تھا وہ حکیم ممتاز — حیف دیکھی نہ مگر اوسنے حکمت میری

گو فلاطوں کا قیافہ میں بڑھا ہے پایہ — ہے فزوں اوس سے مگر کچھ فراست میری

سندسی شکل کا موجد ہی تو ہوا اقلیدس — اوس سے اچھا میں بنا ہی ذہانت میری

میرے اشکال سمجھنے میں پڑا بقراط سو کال — صورت آئینہ تکتا ہی رہا صورت میری

اسقلیبیوس و سقراط زباں بند ہوئے — بسکہ تھی خطۂ یوناں میں شہرت میری

اثر سمیدی کہاں اور کہاں فضا غورسی جانچ لبیں آکے ہے کیت حقیقت میری

کھنبد و لقنہ القصیر زمین و افلاک اسلحہ جسکے تر دھی ولا لش ہیبت میری

بو علی کا نہ مجالس میں تقرر و لیے یوں دلیو لیے مر اک بات پہ قیمت میری

شرف شیخ ہی رتبہ جملا احد شمس گشت فارابی کے لیے فخر ہی خدمت میری

مختصر پیری معانی ہیں مطول ہے لطف ہے در علم کی مفتاح عبارت میری

لمعہ منت ہے مری سا نے لقا فولے شیخ جرجانی سے بہتر ہی تو ہے طبیعت میری

جوہر زمین پہ کندی سکا کی کی ان سکنیتی میں جلیل کے فصاحت میری

منتخب خاک اخفش کی لگا ہو عینی جہان لی ہی زجاجی نے جنسے ہے مدحت میری

لطف ہم در جو جبڑ ون سر منبر کمہ در بحتری آکے تر دھی بزم میں مدحت میری

امر القیس کا سر بحر ہے کبھی وہم و حیاسی ادبے اداع منا ع شکاری جرالت میری

نابغہ عذر کرے اپنی سخن سنجی کا کبھی ناسے نہ کہا لوں میں شرارت میری

ہو حریرہ کا مقرانی جریر کا ملک میں لے حسان کی زبانی جو براعت میری

طرفہ اعشی میں طرفہ ہو کثیر عزہ اکیدم بہر آدملجای جو صحبت میری

جامی ہو مرا مخدوم ہو فردا وہ کہیں تو	رکھتی ہے حسن حضارت تہذیب مری

ہاں بدیعی ہو اگر زندہ تو کرے قدر کرے	امتحاں ہے مشق عربیت مری

ہاں قدامہ بھی کہو قدر سے اوس کا آئے	لے قدم میری سنے لطف ادبیت مری

ہے مری طبع سلیم ایسی نظیری کی نظیر	ہے کلیم ایسے نہج نظم خطابت مری

مری جودت کا مآل ہے یہ بیا جامی سے	فکر صائب میں ہوئی جب [illegible] مری

آخری [illegible] لکی لے سخن بیدل سے	مکتب سے تھی ہم درس میں [illegible] مری

ہے زلالی جو ہے بتخانہ کا اک ساقی	کیا غنی ہوتا رکھتی ہے محبت مری

میری فیاض سے قسمتی کو ہوا اک کمال	خسرو نظم ہوا سکہ کے عادت مری

انوری نور ذکاوت ہے مری سینہ اپنے	قدر خاقانی و عرفی ہے لیاقت مری

مطلع

لکھے عالم نے بہ ہر دور فضیلت میری	کیوں نہ ہو فرض ہر اک فرد پہ عزت میری

میں وہ ہوں جب دم لکھوں زباں کھولوں	ہو کے حیرت کا رنگ دکھا جائے [illegible] مری

آب کر دو جگر سنگ کو میری تقریر	نوک [illegible] جانوں کو طلاقت میری

مومن و میر و دردی و غالب و ذوق و سودا — سب کے آگے گئی عہد میں فصاحت میری

نام ہے شیخ ہے قلم شیخ کا بیرامن نے — آتش افسردہ ہوا دیکھ کے بلاغت میری

مصحفی بھی میری آن تو نہ کیوں ہو فائق — حکایات تو کی جناب کی سلاست میری

میرے آگے سعدی کا نظم میں کیوں ہو نہ سپہر — اپنی بندش ہی جدا رکھتی ہے وکالت میری

قیس دیوانہ تھا صحرا میں پھرا مجنوں وار — کوچہ گردی ہو اگرچہ کرتی ہے الفت میری

وامق شیفتہ جاں کی جو ہوئی رسوائی — کیوں نہ کی عشق میں تقلید محبت میری

مطلع

بے صدا طرز محبت میں ہوئی شہرت میری — تازگی بخش دل ہے تو کہیں حکایت میری ١

میں نہ مانا اگر کہا تھا نے ہی غم دل کو جلا — ہیر کیوں صاف ہو گزانہ شکایت میری ٣

حبشی روئی زمانے میں تو عباسی رنگ — سبکی پھیلی ہے آفاق میں نکہت میری ×

سرخی رنگ حنا لب سے رخ گل لالہ تک — پھیلی عالم میں جو بو کے الفت میری ٢

کبھی تا کیسے ما و میں نہ دونوں باہم — تا دی زلف مسلسل ہے تا شب فرقت میری ×

نغمہ زن ہم بھی تھے اور وصل میں وہ بھی تھا گر — غنچہ بلبل نے سے ہجر میں درد میں حالت میری ٤

عاشق گل وہ میں ہی جب غنچہ ہیں سرشار — ہے صدا [illegible] اور انہیں کی ہیں رسم محبت میری ٥

ورقی

رونقِ بزم گل و غنچہ ہی افسانہ ہوا محفلِ عشق کی ہے شمع حکایت میری

بادۂ حبِّ علیؑ میں نے پیا روزِ الست اسی خمار کا ساقی ہے طبیعت میری

یا علی تیری محبت نے دیا مجھکو کمال کیوں نہ مسلم ہو عالم میں وجاہت میری

یا علی ہوں بخدا میں ترے میخانہ کا اس لئے خلد میں کوثر کو ہے حاجت میری

جب سے ہیں توصیف الفت میں تری جا بہ نثار تب سے لکھی گئی عشق میں شوکت میری

تجھ سے ہی پایا دل و سینہ دل کا مجھے رشتہ تجھ سے ہی مالک و مملوک کی نسبت میری

تو ہے سردار جہاں اور میں ادنیٰ بندہ کم ہی قدر ہے تیرے سامنے قیمت میری

اپنی آنکھوں سے لگا لوں ترے قدموں کی جو خاک اوج گردوں سے بڑھی دہر میں رفعت میری

خسروا تو ہی شہنشاہ زمین و زماں اوج رفعت سے تری اعلیٰ ہے ہمت میری

تیرے ہی در کی گدائی کا سبب ہے شاہا کم نہ گردوں سے ہے بالا یہ جو ہے رفعت میری

شیر یزداں کو شتربان نے نہیں پہچانا پھر تو میں کون ہوں اور کیا ہے حقیقت میری

کبر دنیا ہی اگر فخر و تفاخر نہ کرے یا کبھی فرض ہے کونین پہ طاعت میری

یا کہو مرتبہ فضائل میں بالا مرے ہوں انتہا تک ہے یہی معروضِ ولادت میری

یا کہیں عرش بریں پست ہے پایہ سے مرے — یا کہیں دونوں جہانوں میں ہے حکومت میری

× مرسلوں کو بھی ملے میری عنایت سے شرف — ایسے ہیں بند دلانے ہی بابی تعلقہ مری

× نوح کو غرق سے طوفان میں بچایا میں نے — ساتھ دیتی رہی کشتی کو رفاقت میری

× آگ میں جھونکے گئے جبکہ خلیل الرحمان — سرد کر دی کو گئی جوش الفت میری

× مصر میں قید جو یوسف کی ہوئی تھی بے سبب — دی گئی تھی او نہیں اک گونہ صباحت

× تھا جو شیریں آمیز مرے گانوں کو جو زیبا ہے — لحن داؤد بھا اور لب بارت مری

صبح کی تسبیح سے ہر جنتی ملک کی تسبیح — عالم قدس میں رہبر تھی ملاحت مری

ناخدا کشتی ایمان کا ازل سے میں ہوں — ناخدائی کو بنائی گئی صورت خلقت مری

جان دیتی ہے مری چشم کرم عالم کو — جان لیتی ہے کس انداز سے غفلت مری

ہجر میرا نمک چشم دل مخلص ہے — قند جاں بخش ہے شیرینی صحبت میری

نغمہ ساز ہے بزم میں میرا ہی ذکر — قلقل شیشہ میخوار میں حسرت میری

جلوہ طور تجلی مرا نور جبیں — ہے تو نیر لقا شمس قدرت میری — تقدیر

منشا رحمت ہے نزول مرا ذکر جمیل — منظر نور خدا مخزن عشرت تسلیم

مطلع

یا علی کہدے جہانگیر ہے سطوت میری توڑتی ہے در افلاک کو قوت میری

ابر باراں ہے خجل دیکھ کے ہمت میری بحر نادم ہے وہ ہے عام سخاوت میری

سر بالین محمد جو میں سویا بے خوف کی ثنا عرش پہ جن نے شب ہجرت میری

عرش اعظم پہ ہزاروں برس قبل از خلق جمع ارواح میں بالا تھی عبادت میری

شب معراج جو احمد نے فلک پر دیکھا فرش پر دیکھتی تھی چشم بصیرت میری

باز و شوق یہ کہیں جو جلی حالی تقصیر یا سبب ہی نہ مذکور تھی تصنیف جلالت میری

تر زباں میں میری صفت میں جن ہو کر بلکہ ملکوں میں ہے دولت شہرت میری

جان مردوں کو ملی خشک شجر تازہ ہوئے کیوں نہ مشہور ہو آفاق میں کرامت میری

ایکساں ظاہر و باطن ہی نگہ میں ہیں مری نافذ النور ہے ہر شے میں بصارت میری

مرحب و عمرو کی زد خوف سے قلعہ خیبر مانتے ہیں سب لوگ شجاعت میری

حفت خندق میں یا رب در رسول مختار افضل ثقلین کی عبادت سے ہے ضربت میری

میں نے مانا ہو امامت لب سید مردود کہ نہیں آل محمد کے لیے امامت میری

لسانی ہی سمجھا سخی بیان ہے سید عالم و آدم سے قرابت میری

غصب حق کا تو زمانہ میں نہیں کوئی علاج ہے مگر حق اکہ مقدم ہی خلافت میری

مطلع

یا علی دہر میں روشن ہے امامت تیری
اور ہر حق پہ ہے تاکید سے ملت میری

قابل مدح و ثنا ہے تری ذات اقدس
لائق وصف ہے بے شبہ یہ مدحت میری

خاتم ملک کمالات تری شان بلند
جامع حسن اشارات عبارت میری

معنی آیۂ اکملت خلافت تیری
حاصل مایۂ اتممت رضا نعمت میری

خازن گوہر تشریف خلعت تری ذات
وارث جوہر توصیف طبیعت میری

جانفزائے تن بیجان تری شیریں سخنی
راحت افزائے دل مردہ عذوبت میری

تیرے دامن کی ہوا ہمنفس باد سحر
نغمہ مرغ چمن صوت مسرت میری

تری وحدت میں عیاں معنی کثرت کی نمود
اور کثرت سے غنی حال میں قلت میری

یا علی میں نے تری مدح میں لکھی یہ نظم
ہے یہی مایۂ جان اور بقا عزت میری

قدر کیونکر سخن کی ہو بلا تیرے حضور
جیتے جیتے میں یہی زر یہی دولت میری

خود میں گمنام ہوں اور نظم سخن کی ہے بھرا
تحفۂ ظاہر ہے شہا ساری حقیقت میری

شاعرانہ جو نہیں ہیں تو ہے بہانہ سبب
مدح کے جوش میں آئی ہے طبیعت میری

ورنہ ہے نفس کشی اور تواضع مرا کام
جب تک احسان سے ملنے کی عادت میری

عذر کرتا ہوں میں اپنی سخن آرائی کا
تا نہ مشہور ہو حاسد میں نخوت میری

عاجزی سر فلکی ملاوے گری کسر نفسی
میں ہوں عیوب العیبی ہر حسنیت میری

میں

میں نہ جویا ہوں صلہ کا نہ طلبگار ثنا — غیبتہ کس لئے پھر ہوتی ہے غیبت میری

یا علی تم پہ ہویدا ہے مری قلب کا حال — تم کو معلوم ہے جس سمت ہے رغبت میری

میرے انجاح مطالب میں نہ تاخیر کرو — جلد حاصل ہو جو منظور ہے حاجت میری

تو نے یوسف کو اسیری سے چھڑایا تھا — دور کر حجب بھی روزانہ مصیبت میری

نوح کو عمر بڑھا کے عطا کو زمانہ بیش ترے — سر حاسد پہ چلے تیغ نبالت میری

اوسکی

فائدہ مند ہو اسکو عدو اور سبکی — ہو نہ پابند غم آزاد طبیعت میری

یا علی مرحلۂ قبر ہے پہلی منزل — قابل رحم ہے اوس وقت کی حالت میری

نہ پسر دور ہو ماں اور نہ بہن اپنی — توشہ لیکن نہیں ہمراہ فلاکت میری

تا سر غار لحد رکھتے چلے آتے ہیں — ساتھ دینی ہو نہ جاتی ہی جماعت میری

ملکین آتے ہیں پرسش کیلئے با ہیبت — خوف سے ہی ابھی اور ہی صورت میری

تو نہ آئیگا اگر میری مدد کو اوس وقت — خسروا کس سے بدل ہو گی حالت میری

پھر اوٹھوں قبر سے جب ہو اول الحال — ہو گا محفل میں قیامت میں اقامت میری

اور احسان ہے مولیٰ ہو جو ادراک و وقوف — اور گردن کو جھکا دیگی ندامت میری

گرمیِ مہر سے ہو میری کاہش میں شدت — اور گھڑی کیلئے ہی عرض ہمت میری

ہو لنا مجبور نہ ایسی تعب حالت میں — گر نہ جام مئی کوثر سے ضیافت میری

اور سرپیش یہ گنہ تھا ہر تنکہ رکھتا تھا صاف — اسی قرب سے بعد کہ دل میں تھی محبت میری

قابل نار نہیں اسلئے کوئی کرتی جو بد — اسکا ہر مو ہی بدن میں تھی قرابت میری

بخشدی سبکو خدایا کرم حیدر سے — حلم کے حق میں مقبول شفاعت میری کیا

حلم بھی تجھ سے خدایا یہی کرتا ہے دعا — اپنے احباب کی خاطر ہی نجابت میری کیا

انکو اپنے کرم و لطف سے رکھ شاد مدام
ان ہی احباب کی راحت سے ہے راحت میری

قصیدہ در مدح امام صاحب الزمان علیہ السلام ماہ شعبان ۱۳۱۹ھ

ہوش کر ہوش کہ ضائع ہنوز تیرے اوقات — ہے خردمند جو تسلیم کرے اچھی بات

ہے یہ ہنگام سحر نغمہ سرا میں طائر — تو بھی اوٹھ خواب سے اور ذکر خدا اور صلوٰۃ

دیکھ کس حسن سے چلتی ہے نسیم سحری — کیا خوش آئندہ عنادل کی ہیں بستر میں نغمات

یاد ماری کی ہیں کہیں باغچیں طاؤس کی مست — کہیں طوطی کے ہیں اشجار پہ دلکش الفاظ

ہمہ تن ہیں ہمہ تن گرمی صدا کی تحمید — مختلف ہیں کے ترانے میں صدا مسلسل نغمات

تازگی بخشی ہیں اس درجہ صبا کے انفاس — گر ہری ہونے لگی خشک پڑی تھی جو نبات

ہو مسامات زمیں سے جو کہیں ان کا گزر — جا پڑے گر خاک اوٹھیں زیر کفن سے اموات

آمد صبح کا مژدہ جو صبا لائی تھی — ہو کے خوش بند کلی کا باغ میں سنتے ہی بات

مختلف رنگ کے بیحد ہیں لباس گلشن — صنعت صانع یکتا کے ہیں ظاہر آیات

ہے کوئی سرخ کوئی زرد کوئی نارنجی — مختلف رائحہ و صورت و الوان و صفات

دستہ اک ہے کہیں ہیں گل کہیں گلہائے چمن — اک عجب حسن و لطافت سے بنے ہیں درجات

شاید گل کیلئے خود افق مغرب سے — ساتھ لایا ہے فلک شانۂ نور ذرات

لیلیا ہے کسی بلبل نے جو لب کا بوسہ — عرق شرم سے ڈوبے ہیں جبین و وجنات

جا بجا گل پہ یہ شبنم کے نہیں ہیں قطرے — ظلمت شب میں انہیں ہاتھ لگا آب حیات

اک طرف غاشیہ بردار ہیں مرغان چمن — اک طرف مروحہ جنبان ہیں سحر کے نسمات

کسی گلچیں نے کوئی پھول اگر توڑ لیا — شور اوٹھا یہ عنادل میں کہ یا للثارات

پاسداری میں گلوں کی ہے صبا خود مصروف — ہے ڈر ہو نہ کوئی بات خلاف عادات

شکر صد شکر گئی رات ہویدا ہوئی صبح — للّٰہ الحمد کہ گذرے شب غم کی ظلمات

شاہ خاور افق شرق کے پاس آپہونچا ۔ آسمان پر وہ نمایاں ہوے نوری آیات

آج کی صبح کچہ اسطرح کی ہے نورفشاں ۔ کہ ستارون سے چمکتے ہیں زمین کے ذرات

شاخ اشجار جھکی جاتی ہیں باہر تسلیم ۔ پڑھتے جاتے ہیں عنادل بھی پر از صلوات

کوئی استادہ ہے لب جو خاموش ۔ کوئی کھڑے ہوئے ڈالی میں لگا کر ثمرات

ہے عجب وقت سعید اور مبارک ساعت ۔ ہر دقیقہ پہ فدا جسکے زمان و ساعات

اسکی ہر آن میں ہے رحمت خالق کا نزول ۔ اسکا ہر ثانیہ ہے مورد لطف و برکات

آج اوس خسرو عالم کی ولادت کا ہے دن ۔ جسکے محکوم ہیں روز و شب و نور و ظلمات

جسکے باعث سے ہے افلاک و کواکب کو بقا ۔ جسکے باعث سے زمین اور زمان کو ہے ثبات

فیض سے جسکے خجل بحر تو شرمندہ سحاب ۔ نور سے جسکے خجل ماہ تو خورشید ہے مات

در سے بہتر کہیں جسکے در دو لب کے حروف ۔ لعل سے بیش بہا جسکے زمین کے ذرات

جسکے دادا پہ ہوے ختم رسالت کے امور ۔ جسکے دادا کیلئے خلق ہوے موجودات

انکو معلوم ہیں اسرار و رموز عالم ۔ آئینہ ظاہر ہیں ہر اک کنہ حقائق کے نکات

آئینہ روشن ہے جو کچہ پردہ دل میں ہے خفی ۔ منکشف آئینہ میں ہیں سب ارض و سما کے حالات

دین

دین اگر حکم تو آجائے فلک زیر زمیں   اور ہیں سبع سماوات زمیں کے طبقات

سبع سیارہ افلاک ثوابت ہنگامہ میں   جو کواکب ہیں ثوابت ہیں سیارات

ایک ہنگامہ میں ہیں مست یہ سب کا ہے جہات

جمع آفاق کی جانب جو اشارہ فرمائیں   ~~آسمان خشت کا اک ہے بنا ہیں مقامات~~

سیر افلاک کی آئی جو اشارہ دل میں   آسمان خشت کا اک سے بنائے مرقات

کبھی تم قبر پہ ٹھوکر جو قدم مار دیا   جسم میں مردہ صد سالہ کے آجائے حیات

ہوں اگر عالم دنیا کے سبب شہ حلیم   اور دریاؤں کے پانی کو کریں صرف دوات

بنی آدم کی لکھیں اور جن ہوں مجالس اسکے   پھر بھی جا صد تحریر سے باہر ہیں صفات

اے امام ابن امام ابن امام ابن امام   آپ ہیں اور آپ کے خلف نور خدا جنکی ذوات

تھے اولی اللہ وہی امر اطیعو سے مراد   تھے وہی کشور کونین کے حکام و ولات

لب و لبان انما یہ بھی ہیں خالق کی قسم   شاہد صدق ہیں قرآن کے اکثر آیات

آپ کے جد ہیں علی قلعہ کش خیبر گیر   جنکے کعبے سے گرائے صنم لات و منات

حامی دین نبی حاکم ملک ایمانی   ہند و خاقان کو ہیں خداوند علات

آپ کے نور سے پیدا ہوا افلاک و زمیں   آپ کے نور سے مخلوق ہیں حور و جنات

ہیں سحاب کرم و جود و سخا آپ کے ہاتھ ۔ مصدر فیض و عطا ہے ترا آپ کی ذات

آپ کے بغض کو جس طرح سے لازم ہے ہلاک ۔ امت کے حب کو اسی طرح سے لازم ہے نجات

کھلتے ہیں آپ کے انفاس سے گلہائے امید ۔ کھلتے ہیں آپ کی ہمت سے قفل حاجات

حشر میں کون سنیگا مری حضرت کے سوا ۔ میں ہوں اور آپ کا دامن ہے اور مشکلات

[illegible]

حلم بہانہ کو اپنے کرم کہتے ہیں ۔ نار دوزخ ہے ولا دکھی محشر میں کہاں

کساد بازار علم و تعلیم سنہ ۱۳۱۹ھ

جلوہ افروز تو کس سمت ہے اے بحر کرم ۔ کس چمن میں ہیں ترے باد بہاری کے قدم

کون سی بزم کی رونق ہے ترا روئے حسین ۔ کس کی محفل کو تری ذات نے بخشا ہے حشم

کس محل تر میں تو پوشیدہ ہوا بو ہو کر ۔ کس چمن میں تو بنا باد صبا کا ہمدم

کس حریم صمدی کا تو بنا زاہد خشک ۔ کس دیر میں معبود ہوا بن کے صنم

کس کے رخسارۂ رنگیں کا ہوا غازۂ حسن ۔ کس کی پیشانی اقدس سے ہے اقبال رقم

آجکل کون سی ثور سے تری زر نگیں ۔ کس کی دولت سے کھلا ہے ترے علم کا پرچم

کیا کسی بحر میں ہے رشک دہ در یتیم ۔ یا کسی ابر میں ہی قطرۂ نیساں ہے بہم

لعل ہے سنگ میں پوشیدہ ہے پنہاں ۔ یا کہ تاج سر افلاک ہے تیری قدم

کون بتلائے کہ منزل ہے تری سرزمین   یا گیا سوئے سماوات لگا کر سلم

ڈھونڈھ آیا تجھے ہر دشت و جبل میں لیکن   نہ ملا تیرا نشان ای صنم نکہت شمیم

چشم نرگس سے بھی گلزار میں ڈھونڈھا جا کر   کہ کبھی تو بھی ہوا ہو اوس گل تر سے محرم

وہ تو خود مست مے ناز ہے کیا اوسکو غرض   کہ بھلا ہم سے غریبوں کو کہے لا و نعم

کی غنا دل کبھی اس بات میں اکثر تقریر   اونہیں ای گلونسے نہیں فرصت اکرم

کی مگر باد صبا نے جو یہ کچھ ہمدردی   آئی آواز کہ ای شیخ ذرا آ مجھ میں تھم

سایۂ نخل گل تر میں ذرا دم لے لے   اٹھ بیٹھ فکر اپنے کہا یا لگا عسم

کسکا طالب ہے تو ای سوختہ تن خستہ جان   یاد میں کس بت چین کی ہیں دیدۂ دل نم

نام لیا اوسی گل نوخیز کا میں ہمجو ہوا   کس کے درد و غم فرقت نے کئے تجھ پہ ستم

لب سے اوس گل کی صدا آئی میں کر بیمار   دشت پیمائی کیسی روز سے کیا کی قسم

عرض کی میں نے! وہ ہے عالم اسرار   وہ محبوب ہے گل دی بار جو دم   محبوب

مجھے لیلا سے نہ مطلب ہے نہ سلما سے غرض   یہی مقصود ہے ملجائے وہ فخر عالم

سنکے یہ بات کہا باد صبا نے خاموش   پھر کہا کچھ جو ومیں سے تو زباں پر کی علم

صح البياض

خام مغز ایسے بھی دنیا میں بہت کم ہونگے — اب تلاش اونکی جو ہیں جوہر کان ہنر علوم

قوم اسلام نے صد حیف کہ کچھ قدر نہ کی — کھو دیا اپنا گہر ہاتھ سے پھر کیسا غم

خوان نوشتین ہیں پڑے اب جہاں تو ہیں — نہ کہیں دین ہے نہ اسلام نہ ایمان نہ دھرم

ہاں اگر فلک کی ہے آتشی شکل — لائیں پیس کے اکسیر کا نسخہ دینار و درم

علم تفسیر و حدیث اب نہیں پڑھتا کوئی — علم قرآن کا بھی دنیا سے اوٹھا یک قلم

فقہ کس علم کو کہتے ہیں یہ علم اب کہاں — کون بتلائے ہمیں علم اصول محکم

ابلہی تھا کہ ہر سمت سے آتی تھی صدا — هو قاضٍ انا مفتي و فلان اعلم

قاضی جمع ہیں انگشت بدنداں ہیں سبھی — انکا آگے پہ اسلام کرے عزو ختم

ایسے خوش لہجہ و خوش گو ہوئے دنیا میں اب — جنکی تقریر سے آگے ہے ارسطو ابکم

تھا ہوئی اب حدیث اور وہ اب تفسیر — جنمیں ہر ایک تھا ماہر سر انسان اوم

دور دوران فلک نے یہ بنیاد ہی جاں است — کہ فنا ہو گئے جو اہل ہنر تھے کم کم

آخر اک روز یہ ایام بدل جاویں گے کبھی — جسے جائے گا و ہوگا وہ چلے شمشیر و علم

رحم کر رحم الٰہی دل میں مصطفیٰ کی تا — کب تلک رہیں گے ہم محو غم و ستم

ہاں اگر پھر نظر لطف الٰہی ہو جائے　　سبز ہو کشت تمنائے قلوب پر غم

داغ حسرت جو دلوں میں ہیں انجم و ماہ　　قطرہ اشک ہیں چہرہ گل پر شبنم

اے کریم اپنے کرم سے ہمیں محروم نہ رکھ　　تیرے افضال و عنایات کے محتاج ہیں ہم

اپنے اسلام کی اصلاح کا ہے فرما　　کہ نہ ہو اعدائے حاسد میں کبھی جائے الم

اہل اسلام میں پھر جوش حمیت ہو نمود　　جادہ دین سے نہ لغزش میں کبھی آئے قدم

حجابہ کو اپنے کرم مجید سے
جام کوثر تک مے علم عطا کر پیہم

تمّ

جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ ہجری

نظم عبرت آفرین

غافلا عالم دنیا ہے مقام عبرت　　عیش کا نام نہیں کو ہوس اس کی عبث

بزم احباب جو دیکھی تو پریشان پائی　　محفل عیش جو دیکھی تو سراسر وحشت

شمع محفل کو جو دیکھا تو خموشان نکلے　　ہاں مگر اشک ہیں جاری ہے رنگ حسرت

ہے پریوں کا دھڑ تن نہ کسی کے پایا　　ہاں مگر داغ تو ہے سینہ پر گل کی

خال عارض نہ کسی کا ہے تو بتخانہ نما　　زلف جیسی کہ کسی کی ہے تو ہے ظلمت

حسینی

صحبتیں عشق کی اس طرح نظر آتی ہیں | برگ اشجار کی خط ہے خواہش کا ثبت

نور سے عشق کے ہے خانۂ دل صاف ہوئے | ہیں اگر یوں تو آزار و حسد میں الفت

سر شمشاد نہ قمری ہے نہ کوکو کی صدا | نہ چمن میں ہے کہیں گرم گلوں کی صحبت

نہ ہی گل کی طرف اب ہے نگاہ بلبل | عشق بلبل سے نہ وہ گل کے دل میں محبت

چند ناہموار کہیں ہیں تو جھاڑ ہوئے | چند جا میں ہی ہیں غنچہ دل آزردۂ کلفت

قمریاں شمشیر کو جو شہ جانتی وہ جا بھی | ہاں ہیں اوس وقت کہ تنہا آ جاتی ہیں منہ پر مروت

لالہ ہی جام بکف باغ میں ساغر بطرح | صد ابر دو اب ہے تمیز خدا کی رحمت

سر جھکائے ہوئے سنبل ترا کس تاب | زلف ہی اب تو جنازہ کی نہیں ہے عادت

اپنی آزادی سے گو سرو کو تھا ناز بہت | لیکن اب اوس میں باقی نہیں ہاتھ حرکت

بید مجنوں کی بھلا بند و سبک جاتی غافل اب | تو اوس سے بھی ہے اندر کی تمامی لذت

نہر میں ہے وہ تموج نہ اب ہی کہاں ہو | حوض میں آب ہے چشم پر رنگ یہ جسے ہاں وحشت

آنکھ نرگس کی اگر اب ہے تو بیمار مدام | سبزہ یرقان ہوا گیا اوسکو جو چمن میں ہے حالت

ہوا سوسن کو اسی طرح سے یرقان کا صعود | دیکھیے اسے خزاں پھیر دے کیسی حالت

ہوئے کل الکلمہ صرصر ہوا سے گلگوں | خون اصلی کی تو بنیاں تھی پھیکی رنگت
چمن علم میں بھی احکام السماء کی خزاں | کہ نہ منطق کا کہیں ذکر نہ بحث حکمت
نہ تصور کا تصور ہی نہ تصدیق کا ذکر | ہے سر طاق ہی برہان کی سب لمیت
فلسفی بھول گئے سارے قیاس و تمثیل | منطقی کو نہیں اب در طاقت حجت
صرف کی فکر میں صرفی کو مضاعف نہیں یاد | صرف علت سے ہوئی تو خود نحو دگر گوں حالت
انفعالات ہوئے ایسے بھی افعال ساقط | نہ تو صورت ہی رہی ہے اب فعل کی کوئی صورت
جو زمانے کے قدم پر تھے ادلہ قائم | ہو گئے مثبت امکان وہ بنا کی خاصیت
منتشر مسئلہ دور ہوا ذہنوں میں | شبہہ ابن کمونہ کی گئی وہ شہرت
کوئی عالم کا حدوث اب نہیں ثابت کرتا | اٹھ گئے بحث کے گئی بیچ ہی وہ ندرت
ہیں کہاں اب نہیں برہان تسلسل کوئی | سپر انداختہ ترسی کی ہے ادلہ وقعت
کہیں سید احمد کے مقولوں میں ہی زور | بحث الملک تو بڑی کی نہیں ہی مدحت
کوئی وہ سبب خلقت افلاک نہیں | کوئی معلول ہے اب نہیں کوئی علت
کوئی کہتا تھا ہے پیما نہیں کوئی اللہ | کوئی کہتے ہیں منکر نہ اطلاق ہو ہے وحدت
کوئی کہتا ہے کہ ہاں ہی تو بد موجب ہے | فاعل بالشرکت ہے مطلق نہیں اس کی قدرت

کوئی

کوئی کہتا ہے صفات اوسکے ہیں زائد بر ذات ۔ تو لکھا ہے کہ ایک کا خلاق ہے نور و ظلمت

ہاں کوئی کہتا ہے اقانیم ثلثہ ہیں موجود ۔ کوئی کہتا ہے کہ عیسے میں ہے ابنیت عبدیت

کوئی کہتا ہے کہ ہے واقعہ عزیر ابن اللہ ۔ کوئی کہتا ہے انا اللہ و رب العزۃ

کوئی کہتا ہے کہ بندہ نہیں مطلق مختار ۔ یعنی ایجاد افاعیل کی رکہتا ہے قدرت

کوئی کہتا ہے کہ افلاک ہیں موجود نہیں ۔ گردش ایسا ہے کہ ہوتی ہے زمیں کو حرکت

کوئی کہتا ہے عطارد میں ہے اک خلق کثیر ۔ مثل انسان کے ہیں جن میں ہے کیفیت

کوئی کہتا ہے قمر میں ہے سیاہ نون کے ۔ عالم کون میں ہوتی ہے جو پیدا خلقت

کوئی کہتا ہے ملائک کا نہیں کچھ وجود ۔ کوئی کہتا ہے نہیں خلق ہیں نار و جنت

کوئی کہتا ہے کہ ارواح بشر فانی ہیں ۔ کوئی کہتا ہے انہیں لا یتناہی المدۃ

کوئی کہتا ہے سماوات میں ہے خرق محال ۔ پہر تو معراج نبی کی ہے نہیں کوئی صورت

کوئی کہتا ہے جو کچھ دہر میں ہو جاتا ہے ۔ ہر دفعہ آتا ہے ہر برس اور یہی ہے عودت

یوں جہالت کا تعصب ہے جہاں میں پہیلا ۔ اہل کا علم سے کی ہیں نے عیاں حکمت

علم کے باغ کو اس طرح خزاں نے لوٹا ۔ کہ نہ ہے سبزہ نہیں گل ہے نہ گلوں میں نکہت

مضمحل ہو گئے پھولے تھے جو دو اک غنچے — باغ عالم میں چلی ایسی ہوائے نکبت

اہل علم اپنی کتابوں کو لئے زیر بغل — جا کے بیٹھے سر خانۂ تار عزلت

کس سے پوچھیں کہ عقول عشرہ کی کیا ہے حقیقت — کس سے پوچھیں کہ ارادی ہے فلک کی حرکت

کون بتلائے مقولات عشر کے معنے — کون بتلائے کم و کیف کی کیا ہے ماہیت

کون بتلائے کہ باری ہے عرض یا جوہر — یا کہ ان دونوں کی مطلق نہیں اس کو نسبت

کون سمجھائے کہ مبدا میں انتفائے جہات — اور وہ واسطے معلول کے لازم علت

کون بتلائے کہ منصور کا دعوی تھا غلط — کون بتلائے کہ اللہ سے تھا بدنیت

ہاں مگر تھا کبھی اس بھی زمانہ عشرت — جمع احباب تھے اور علم کی تھی صحبت

تھا مرا ایک وہ فاضل وہ ذی رتبہ و مقبل و ادیب — تھا مرا ایک فن نحو و عالم علم حکمت

جسکے ہر لفظ سے سو معنی پنہاں پیدا — جسکے ہر حرف سے پیدا تھی ہزاروں نکہت

تھی کبھی بحث اصولی کبھی منطق میں کلام — کبھی تقریر مطالب میں کسی کو سبقت

کھینچ لیتا تھا کوئی دائرہ ہندسہ — تا کہ ثابت کرے شکلہ وہ بعلم ہیئت

عدد و بحث کبھی مسئلہ کرنے میں ہوئی — کبھی قرطاس پہ حدود میں کسی کو حجت

عام اور خاص کے جھگڑے کو کبھی لے بیٹھا — نص و ظاہر میں کبھی شخص کی اک دقت

کوئی کرتا تھا حدیثوں سے کبھی استدلال — پیش کرتا تھا کبھی کوئی سند میں آیت

کوئی کہتا تھا ظواہر یہ محمل و حجت ہے   کوئی کہتا تھا نہیں ظاہر قرآن حجت

کوئی کہتا تھا نہیں امر سیاق وجوب   کوئی کہتا تھا ہر امر نہی کو لازم حرمت

کوئی اجماع کو لاتا تھا سند میں اپنی   کوئی کہتا تھا اکابر میں ہے ان کی شہرت

تھی غرض صحبت علمی وہ غنیمت لیکن   گردش چرخ نے برہم کر دی وہ جمعیت

متفرق ہوئے اوراق مرتب کی طرح   اڑ گئے ہائے سبب علم و عمل کی صحبت

کوئی مشرق میں گیا اور کوئی سمت غروب   لی کسی دوست نے پھر قطب شمالی کی جہت

ساتھ سے اخوان صفا اپنی منازل پہ گئے   حلم تنہا ہی لبِ آب اور دیار وحشت

کاش کچھ اور دنوں گرم یہ صحبت رہتی

ثمر علم سے احباب اٹھاتے لذت

مگر اے حلم زمانہ کا یہ دستور نہیں   اسمیں تفرقہ جماعت کی ہے کہنہ عادت

خراب حلم کی ہے خالق عالم سے دعا   اپنے احباب جہاں بھی ہوں رہیں با عزت

تاریخ مسجد بھوپال

سرکار عالیہ کہ ہیں بے مثل و بے عدیل   نام ان کا تاج بخش سر افتخار ہے

جود و عطا و فیض و مروت میں بے مثال   حاتم کے ساتھ جنکا سخا میں شمار ہے

ڈھونڈھا کرے ہزار اگر موج بیقرار
پاتا جا اونکا شرف پہ کیا اختیار ہے

خوشنود ہیں خدا و پیمبر کیوں انسے
جنکی رضا حصول رضا انکا مدار ہے

اک مسجد بزرگ بنائی ہے اندنوں
سبکے یہ سجدہ گاہ صغار و کبار ہے

تاریخ کہتی ہے یہ صدائے غیب سے
اے حلم اللہ کی خانہ پروردگار ہے

سنہ ١٣٦٤ھ

در مدح امام حسن علیہ السلام

سنہ ١٣٠٩ھ

مولد جناب ہی ہے شہ گردون سریر کا
فرزند ہے جو بادشہ قلعہ گیر کا

اسم شریف ہے حسن اور مجتبے لقب
کنیت حسین ہی نام ہی دستگیر کا

شاہ جناب امام امم آسمان جناب
اکمل لقب ہی خاص شہ بے نظیر کا

انکی ولادت باعث خوشنودی الہ
حب ہی اوسکی جو ہی محبت امیر کا

حوروں سے کیدو ہو ونکی صبا رقص و کمال
ہوتا ہو ورود خلق میں گل کے اسیر کا

مالک ہی یہ جنت پنیں کوثر و تسنیم و خلد کے
مختار ہی لیکن شہ برنا و پیر کا

معجز نما امیر و وزیر مخزن تقی
حق زیب الیہی عرش خدای قدیر کا

بحر سخا ہی نور ہدا عاشق خدا
زہرا کی جان حبیب البشیر و نذیر کا

اسرار دار سلام الہی تمام ہی
مخفی شناس ہے یہ کتاب منیر کا

توصیف انکی عقل بشر سے محال ہے رتبہ فزوں ہے خلد علا کے وزیر کا
قائم ہے فاقہ کرتے ہیں گو آب و زر و نشیب رکھتے ہیں ہر خیال فقیر و اسیر کا

خاقی سے حکم کی محروم ہے دعا
روضہ مجھے دکھا دے مرے دستگیر کا

قصیدہ غدیریہ واقع ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳ھ دارائے عمر

کیوں نہ ہم شاد ہوں کہ یہ عید غدیر ہے روز خلافت شہ برنا و پیر ہے
روز نزول آیہ الملک ہے یہی سنتے ہیں ہم کہ رحمت رب قدیر ہے
ہاں ساقیا پلا دے مے خم غدیر ہے سیراب جلد کر کہ یہ دور اخیر ہے
خوش بخت ہیں ہے محب جہاں کی شراب کے والا ہے جو جبین جنت علا کا خمیر ہے
پرتو ہو ان پر امام ملک احتشام کا معجزہ نما جو بادشہ فلک گیر ہے
منقاد حکم شاہ ہیں انس و جن و ملک میر امیر سارے جہاں کا امیر ہے
مشکل کشا ہیں سرور لولاک کا وصی حامی و دستگیر نصیر صغیر و کبیر ہے
منبر پہ کس شکوہ سے بیٹھے ہیں مصطفیٰ ہاتھوں پہ ان کے بازوئے شاہ گردوں سریر ہے

عیسیٰ فلک پہ محو درود و سلام میں — انجیل دین میں آخر شب قدر ہے

ہے بلبلوں کی نغمہ زنی ہر دم یہی صدا — سب کی عطا وصی نبی شبیر و شبر ہے

ہیں شاد باد سے ہر اک سرو جویبار — قمری بھی محو ذکر جناب امیر ہے

گل گل شگفتہ ہیں یہاں صد برگ و یاسمن — غم سے لگا کے قلب حسود و شرر ہے

انکا عدو ہی دشمن پیغمبر خدا — دشمن نبی کا دشمن رب قدیر ہے

تاریک قلب دشمن نور اللہ ہے — انکا محب جو ہے وہی روشن ضمیر ہے

بھیجو درود روح پہ اس باوفا کے — جو خاص سید عربی کا وزیر ہے

ان کا ہے وصف روضۂ سرور کمال ہے — عرش بریں بھی جس کے سامنے جیسے حقیر ہے

رنگت سے جس کی ضیا آشکار ہے — شرمندہ جس کے سامنے مہر منیر ہے

پیدا ہے اوس کا ہر در و دیوار سے نور — جس سے ضیائے طور تجلی پذیر ہے

کیا کیجئے وہاں کے سبزۂ زرخیز کی بہار — گویا بچھا زمیں پہ مخمل حریر ہے

گلگشت روضہ ہی یہاں ہیں سیر جنان کی — کیا خوب یہ مکان بھی جنت نظیر ہے

اوصاف انکے حیطۂ امکان سے ہیں فزوں — مدحت سرا رسول پاک انکی خبیر ہے

ہر بیت پر ثنائے جناب امیر میں — کا کام حلاوت شکر و شہد و شیر ہے

دیکھی

حامی جو ہو گئے قمر من بلاد دستگیر — منکر کا حرف کہیں نہ بیم نکیر ہے

روز ازل سے خلد میں حصہ ملا مجھے — قنبر کے ساتھ یہ عبد فقیر ہے

مولا سبب مشاقی ہی گردش زمانہ کی — ناحق مخالف اپنا یہ گردون پیر ہے

ہر دل قوی ہے اسلمی اے شعلہ دین مشکل کشا ~~قبیر تیرا عنبر~~ بادر دستگیر کا دستگیر ہے

مشکل کشا تو بنت بادر دستگیر ہے

حم خوش ہیں کہ ہم بھی عبد ہے اوسی بارگاہ کا

شاہو نکو اعتکاف جہاں ناگزیر ہے

قصیدہ جب امام زمانہ در اوائل عمر

مولد ہے آج خسرو عالیمقام کا — مولد ہے آج بادشہ خاص و عام کا

مقبول بارگاہ صمد ہے وہ رہنما — رتبہ ہے پیش رب اوسی گردون مقام کا

توصیف اوسکی جن و بشر سے بھی ہے محال — مداح خود خدا ہے امام انام کا

زلفو نکو رخ پہ دیکھیے کہتے ہیں جن و انس — کیا خوب اجتماع ہے یہاں صبح و شام کا

رخ کو کہوں جو بدر تو نقصان ہے سر بسر — کیا پر ضیا ہے چہرہ انور امام کا

آدم سے پہلے نور تھا اونکے ہوا ظہور — اقدم ہے کائنات سبحانی صفت سے وجود اس امام کا

خدمت کو اوسکی فخر سمجھتے ہیں جبرئیل — دعوی ہے ہوں غلام اس امام ہمام کا

ہو نخوار و لعبا ہمیں اور فخر اوصیا — دکھا جہاں میں پاک [illegible] نام کا

الفت کا نشہ کہ بہر [illegible] میں آدم [illegible] — ہے دل [illegible] خلاف [illegible] حرام

ای [illegible] ور و در دشتہ انسان جناب — تو ظلم کو ادھر کی [illegible] احترام کا

پیوے نہیں [illegible] ہی نہ بوند کھائے یہ حال — غنچے بھی [illegible] میں [illegible] لدا [illegible] کا

کنوئیں [illegible] چوں مسرور دام — پیدا ہوا ہی خلق میں [illegible] اثام کا

اک جام بہر کے بہر خدا دی تو ساقیا — [illegible] کوثر کا جام

فرہاد مسرور [illegible] حلیم کو

ہے مدعا یہی دل ناشاد کام کا

قصیدہ اثنا عشریہ در مدح جناب امیر المومنین

الا اے ساقی بر فلک ہو نہیں وہ دیوانہ — نہیں کھاتا ہی جو ذکر حیدر کی افسانہ

عطا کر جلد جام لبالب ای مری ساقی — [illegible] شراب صاف اور ظرف [illegible] پیمانہ

مجھے حب [illegible] نہیں [illegible] لذت ہے — شراب الفت حیدر [illegible] پیمانہ

ہے نسیم [illegible] چلی [illegible] کیوں استادہ ہے — [illegible] سرو [illegible]

خزاں [illegible] گئی آئی بہار نو گلستاں میں — [illegible] بلبلوں [illegible]

سنی

ہنس ہوئے سماں میں گلہائے عجب عالم — خوشی کا جوش ہے باد صبا پھرتی ہے مستانہ

زبان پر ہر کسی کے ہے علی ابن ابی طالب — مرا دل عاشق زار علی شمع پروانہ

محبت تھی علی کو اپنی حبیب رب داور سے — چراغ شمع کا ہوتا ہے عاشق جیسے پروانہ

زمین و آسمان کے عقدہ ہائے حیدر — اسی کی روشنی سے عالم کا کاشانہ

خدا کو اس قدر منظور تھی سلطنت کا جاہ — خوشی کرتا ہی دو گھڑی سب انسان کا دردانہ

علی پیدا ہوئے جس سال ہوئی دین کو رونق — ہر آباد کعبہ ہو گیا ویران بتخانہ

جو اس دن کبھی در پہ آئے آدمی جو دم — تو انگر ہو گئی جو گدا تھے محتاج گدایانہ

محب تیرا نصیب ای حلم دنیا میں تو لیا ہمیں
زمانہ کی تیرہ گردشی اے اہلحق یگانہ

تاریخ ارتحال جناب اوستاذ معظم سید محمد سمیع صاحب مغفور

٢٨ شوال ١٣٣٢

کیوں ہے عالم میں آج شور فغاں — گئے دنیا سے کیا امام سے

گئے چھٹے ہیں یہ نالہ و آہ — گئی فرقت میں جسم پر غم سے

کیا ہوا کون او شہ کیا ایسا — جس سے گردوں کی بھی کمر خم ہے

گو کہ دنیا نہیں مقام ثبات — اعتبار اسکا کسکو اکدم ہے

چھوڑ کے خسروان با شوکت — نہ سکندر ہے اور نہ جم ہے

نہ وہ باقی ہے تاج فغفوری — نہ وہ اونکے علم کا پرچم ہے

گو نہ باقی کی یہیں ہے جگہ — ایک فقط سیر گاہ عالم ہے

چھوڑ دو جگر سے جہان فانی کے — زندگی بھی یہاں کی بس کوئی دم ہے

عرفا او شہ کے زمانے — دفتر کاملین برہم ہے

انکا دفتر تو کھولکر دیکھو — لوح خالی ہے یاں تمام ہے

جسکی فرقت کا گیا ہے الم — وہ دار اوستاد اعظم ہے

فارسی میں کتابیں کا ہے نقد اوسکا — اوسنے دنیا میں کیا اعلم ہے

ہے صدا ہی سے اوسکی سنہ کتاب — رسم معنی شام ماتم ہے

خواب و خور سب کبھی حرام ہوئے — نہیں حاجت جبکی وہ ہم و غم ہے

ہے بہار اب طعام مہیں تہ — گویا باقی میں بھی ملال سے ہے

گیا

لگیں جب سے چھپیں کر اس شام — کیا ہی سر پہ فلک کے اظلم ہے

دوسری تھی مہ مبارک کی — صبح جانے لگی سوئے ماتم ہے

حلم نے درد میں کہی تاریخ

ایسا کامل کہاں ہی غم ہے

۱۳۱۹ھ

تاریخ عقد نکاح اولین مولوی سید محمد اوحد صاحب

زنگی پوری ۱۸ شوال ۱۳۲۰ھ

ہے یہ مہ عید ماہ شعبان — دور بس دلوں سے رنج و غم ہیں

اے ساقی مہ لقا ادھر آ — دف میں تری نرے الم ہیں

صہبا کا چلے ادھر کو بھی دور — مشتاق بہت ہم ای صنم ہیں

اوٹھے تری شیشہ اس طرف کر — شادی میں سبھی کو خم ہیں

ممتاز ہے شان طاک نوشہ کا — احباب یہاں جمع اور ہم ہیں

اے ناز داد کر طاق پر رکھ — تیری ترکشی کو مستم ہیں

ہے لب شب نکاح داؤد — میرے جو حبیب با کرم ہیں

اشعار رہیں نہ شب ہجر کی آتش
لے ہوش کہاں تیرے صنم میں

ہشیار ہو۔ جو کہ جلد۔ اور یہ ہجو
گھر تو ہاں نشب کی سب ہی کم میں

لے عشق ہی موجھا جاہ لوگ
ہم بھی ہیں جہاں ایک دم میں

اچھا اک شکر مجھے مسن لے
جیسے ہے نثار سو درم میں

یکجا ہوئے آج وہ دو اختر
تا کی جھکے جبا ہیں کم میں

اس وقت لکھی گئی یہ تاریخ

ماہ و خورشید تو ہیں ہم میں

سنہ ۱۳۲۰ھ

غزل سنہ ۱۳۱۶ھ

وہ الفت ہے مرے لب کو فغاں سے
جو بلبل کو بہار بوستاں سے

کفن اپنا ہو گرد کارواں سے
گدا کو کام کیا جاہ طلباں سے

خیال خال طالب سے لازم
نہ توڑے بیدل کوئی بوستاں سے

حجود حسن ہی وہاں بھی نگہبان
چھپے تھے جبکہ دولت کے ادا سے

عدم کے بوستاں تک وہ بھی ہو کر
جو بھی رہ گئے تھے کارواں سے

نہ کیا غم خانہ بربادی کا بلبل — خزاں کو کام کیا تھا آشیاں سے

کیا منع بلبل و گل کا فسانہ — کہا اب سنئے ہماری ہی زبانی

نگاہ برق وحشی کا ہوں میں مشتاق — گرا اب اور بجلی آسماں سے

گلستاں میں ہے موج فریاد غافل — دھواں اوٹھا جو میرے آشیاں سے

نہ پڑ جائیں کہیں چھالے زباں میں — ہما! بچنا ہمارے استخواں سے

کہیں چھوٹے نہ وحشت تیرے دامن — صبا بات کا ہماری آشیاں سے

جگہ بند نہ او میں غم کو دل میں — ارے گرم آتی ہے آہ اب سماں سے

مبادا شور محشر ہو نہ برپا — مجھے وہ منع کرتے ہیں فغاں سے

ہمارے اشک حسرت کا تلاطم — بہی ہے موجۂ آب رواں سے

نکلتی ہے زور و شب کا عمر گذری — رفیق ہو لیے ہم کشتی تہ آب سے

سنے وصل اور ے عمر کا زمانہ
نہیں کم تھا جو ہی عمر رواں سے

دیگر

دل کی خواہش اور مرضی اور کہے جلاد کی بات رہے لیکن خدا میرے دل کا شاد کرے

ہو گئے بیخود جو میں نے درد سے فریاد کی ۔ جھک گئی گردن ندامت سے مری جلاد کی

بے لب جو ہر بنا اس در بے بنیاد کی ۔ ناز یہ اوس سپہر کہنہ نے ظلم کی ایجاد کی

خامۂ قدرت نے دونوں کو لکھا ہے بے نظیر ۔ کس کو انکھو نہیں تری باقی ہے جرأت صیاد کی

دھوے سوز شبنم نے دامن کی صفائی نے ہوا ۔ غش ہوئی یوں کان سے صدا سن کر مرے فریاد کی

قبر مجنوں پر رہے یا مرقد فرہاد پر ۔ لیتے گذرے کس جگہ عمر اب کے آزاد کی

بعد مرگ کے کسی نے بھی نہ ساتھ اپنا دیا ۔ شمع کیا پھولوں نے بھی آکے دل نہ فریاد کی

ہو خوشی کس کو کے کن ہلکو لگا دل جلے ۔ ہنس پڑے گی کا بلبلوں نے ملکے جب فریاد کی

مجائیاں آئیں جو کان اونکو ترو تازے لگے ۔ شاید اوس دل سوختہ نے آج مری یاد کی

قید میں بھی کم نہ تھا کچھ غلغلہ گلزار سے ۔ ضعف سے او بھی قدم زنجیر نے فریاد کی

ہائے اونکا رے سے نزاکت نے جو روکا کیا ہوا ۔ تیغ ابرو جھک گئی مجھپر جو جلاد کی

میں بھی ہوں مجنوں بھی ہو اور خار بھی صحرا کو ہے ۔ خوب سوزش لگا رہا ہوں میں دل فریاد کی

ہر قدم [illegible] سو خیاباں سو بوزا رو ہا نکلیں ۔ کس غضب کے ہیں ادائیں اس ستم ایجاد کی

پھرتی ہے حسرت بچھے دشت میں ہر گام پر ۔ یہ لحد ہے قیس کی یہ قبر ہے فرہاد کی

پردۂ لیلی نہوتا فاش عشق قیس سے ۔ گرد [illegible] پیچاں [illegible] اگر فولاد کی

اسلم

اے صبا کہنا جو بو نجھے وہ کبھی مرا پتہ   شمع تک بھی اب نہیں ہے قبر ناشاد کی
حلم ہم چاہتے ہیں او حق کبھی یہ مے   ذوق والوں کو نہیں حاجت ہے کچھ ستار کی

رباعی

لالہ کے جگر میں داغ تیرا پایا   دست مہ میں ایاغ تیرا پایا
ہر رنگ میں دیکھی تری صنعت کی نمود   لیکن نہ کہیں سراغ تیرا پایا

دیگر

انجم میں چمک ماہ میں کیوں پرتو ہے   خورشید درخشاں میں یہ کیسی ضو ہے
اس بزم میں ہے حلم نہیں کوئی اگر   کس سے پھر شمع کو لگی یہ لو ہے

رباعی دیگر

مشکل کوئی نہیں جو آسان نہو   انسان کو چاہیے پریشان نہو
دکھ درد میں ہمنا خاص انسان کیلیے   دکھ درد سے وہ بچے جو انسان نہو

رباعی دیگر

دنیا ہے فقط راہ روح انسان   ہر گام میں اسکا عقل دانا حیران
تدبیر ہزار بھی کیا ہوتا ہے   آخر تقدیر ہو کے رہتی ہے یہاں

رباعی دیگر

تقدیر الٰہی جو ہمیں قائد ہے — کم فہمی بلکہ عقل کی زائد ہے

کر رنج نہ ہر لاکھ ای لا تعقل — کھل جاتا ہی سعی پر لا طائل ہے

قطعہ دیگر تاریخ انتقال فرحت حمید حسین علی خان زکی ارا

رحلت دنیا سے ام فرزانے جو کی — سیدھی فردوس کے مکان میں جا مکین

تاریخ کیو لکھے کہا ہاتف نے — اے حلم لکھو باغ جنان میں ہو مکین

سنہ ۱۳۳۳ در روز ... ذی الحجہ انتقال شد

رباعی دیگر

دنیا باطل ہے اہل دنیا باطل — ہر قول و عمل ہر ایک دعویٰ باطل

اے حلم نہ بھول اسکی تن آسانی پر — اس زال کے خرف تمامی سر تا پا باطل

رباعی دیگر

کیا ہاتھ لگے جو لعل و گوہر ملجاے — یا مخزن سیم و معدن زر ملجاے

ہیں دونوں جہان قبضہ میں آ اے حلم — انسان کو اگر دامن حیدر ملجاے

رباعی دیگر

ہے فکر کسی کو جاہ و جاگیر ملے — جو یا ہے کوئی نسخہ اکسیر ملے

اے حلم ہم تو سوی باب نجف — دونوں ای جہان کی تاکہ توقیر ملے

قطعہ شکریہ نواب علیجواد خان صاحب بہادر

اے جواد ابن الجواد ابن الجواد ابن الجواد — تو ہے شاخ نخل جود و برمکت کی اک کلی

ہمت عالی سے تیری ہمت حاتم ہے پست — تیرے اوصاف حمیدہ ہیں زمانہ پر جلی

یہ تری دولتسرا ہے خانۂ علم و عمل — جسمیں فرد منتخب تھی ایک نواب علی

انکی دولت بحر و بر میں تھی کمال — اور سینہ زہد و ورع و تقوے سے تھا انکا مجلی

جب جہاں سے سایۂ جود و سخا انکا اوٹھا — یادگار انکے ہیں نواب زوار علی

کب رہے ہیں ہر ال کوئی ذی اقتدار — جو کہ ہو دنیا و دیں کے دونوں علموں میں ولی

ال دنیا ہر روز جو دنیا سے کرے قصد سفر — کیوں نہ اوسکے ہجر میں ہو اہل دلکو بیکلی

ہاں مگر قائم مقام انکا جو ہو نسل جواد — ذی ہمم عالی شرف بحر کرم اور معلی

یہ جو مجموعہ دعاؤں کا ہوا ہے مرحمت — آپکے احسان کامل کی ہی برہان جلی

فی الحقیقت خانۂ ایماں کا یہ مصباح ہے — ہیں مصنف جسکے ملا کفعمی ابن علی

اسکے ملنے کا تھا اک مدت سے دلکو اشتیاق — دیکھتے ہی اسکے گویا کھل گئی دلکی کلی

اوس خوشی کا کیا ہی اندازہ کرے احمد اشرف — کیجئے وہ ادا نہیں ہیں لفظوں میں کچھ ہو سکی

بارگاہ ایزدی سے دعا یہ صبح شام　　آپ پر ہو دائم رہے الطاف حق پر انبساط

قطعہ در ذکر بعض اعیان بنگالہ

حلم کس ہمت بھلے دل نیک　　کون ایسی لفظ نا ہے قدر شناس

یہ ذخیرہ ہیں نور عرفان　　جن میں ہیں ان کی کی سب بو باس

ان ہی اگلے خوردار رہتا ہو　　پیچھلے ہو تم انہیں کے پاس

جو ہی اسلاف جو تھے اونکے سب　　کچھ نہیں علم کا بازار اداس

اگلے وقتوں کی سی باتیں نہ رہیں　　اس زمانہ نا انہیں او سیہ لباس

جود و بخشش کے گئیں ہو گئی خشک　　اب نہ وہ گل کہاں ان میں ہے باس

عقل بولی کہ یہ کیا کہتے ہو　　ہی ادب کا بھی تو کچھ لازم پاس

ایسے تم ہو نہ کیوں نا امید　　جا کی قلب کیوں ایسی یاس

وہ ابو جعفر عالی رتبت　　وہ امیر الامرا مفخر ناس

جنکی علم کی محکم بنیاد　　جس سے مضبوط ہی ایمان کی اساس

اونکے ہوتے ہوئے یہ بے جگری　　اونکی موجودگی اور یہ وسواس

دیکھو

لے چلو ما یہ دل خوف سے کیا | جوہری سے وہ ابھی گر الماس

سینے مانا کہ ہیں دور اخیر | پر ہمیں جائز نہیں ہونا یاس

لعل لالا ہو یہ دُر آب ہائی | عقد گل نے جسے کیا پاس

اوس فرزانے کی ہیں شاہا پہ گہر | جس میں ہی عقد وجود کی مقیاس

عرض کرتا ہے **حلم** خوش گو | اسی لالا ہو یہ دُر آب پاس

ای خوشا گر ز قید لشنی بکنی

دبدبہ الفخر بین الناس

قطعه دیگر

کس نے ہے خانۂ اقبال آباد | کس سے شوکت کی ہے قائم بنیاد

کون ہے متکئ مسند جاہ | کس کی ہمت سے ہے دل شاد اشاد

کون ہے جوہری شعور کرم | کس نے کی بخل کی مٹی برباد

کس کی ذات جیبہ ہے قوم کو ناز | کون ہے قوم میں فرد الافراد

کس کی ہے رای زرین مہر ضیا | کس کی حکمت سے ہے اک راز ہی یاد

وہ امیر الامرا بحر نوال　　وہ کریم اور حبیب ابن جواد

ہر اک طبقہ پہ عام اونکا کرم　　عدل کے ساتھ ہے کم بیش زیاد

جملہ نیکی ہے جس سے رحمت　　علما کی بھی ہے ہر دم امداد

قوم تعلیم کی خاطر بھی ملول　　گوش دل سے سنی اونکی فریاد

ط

کہ رہا ہے یہی حق سے دعا　　کہ رہی فکر سے خاطر آزاد

گردش چرخ ہے جب تک باقی　　جب تک آباد ہیں امصار و بلاد

دولت و جاہ و حشم ساتھ رہے　　سلامت صاحب کے عدو ہوں برباد

رات ہر رات رہی لیلۂ برات
دن ہر اک دن رہی عید الاعیاد

قطعہ

عجب بیکاری سے بچنے کیلیے　　تمام کیہ اس نے کو کرنا چاہیے
رزق تا لیکن بہشت آئے بہشمیر دار　　سنجیدہ اسی اجانی کو کرنا چاہیے

قطعہ دیگر بہمین معنی

عجب حیکاری سے بچنے کیلیے کیہ کیجیے　　تاکہ الزام محنت سے ذات
سہرہ نہ دل میں یہ خیال آرے کہ ہے باب رزق　　کیونکہ روزی کیلیے کافی فقط

استغاثہ محمد ہارون بایزید بجوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا

یاالہی کریم ہے تری ذات
میرے مولا رحیم ہے تری ذات
اصل فضل عمیم ہے تری ذات
راز دل کی علیم ہے تری ذات

مختفی تجھ سے کوئی امر نہیں
محتجب حال زید و عمر نہیں

دستگیر بلاکشان ہے توہی
مرہم زخم جانستان ہے توہی
رازق طفل بےزبان ہے توہی
ہاں مددگار بیکسان ہے تو ہے

توہی ماوائے بینوایان ہے
توہی دمساز مبتلایان ہے

انت یارب منزل البرکات
انت یارب سامع الدعوات
انت یارب غافر العثرات
انت یارب راحم العبرات

یاالہی علیک معتمدی
یاالہی الیک مستندی

رب مجزل
ن راحم العبرات

جز درت نیست رہ بسوی درے   نکند غیر تو بمن نظرے

نہ بد نالہ پیش کس اثرے   نماید ز ہائے وہئے اثرے

ہاں مگر باب بستہ باب کرم

کہ بجود تو کردہ منتظرم

تری رحمت غضب پہ ہے سابق   رشتہ فضل سے ترا واثق

جملہ مخلوق ایک تو خالق   جملہ مرزوق ایک تو رازق

تیری قدرت محیط ہے یارب

تیری حکمت بسیط ہے یارب

تو ہی درد و بلا بھی دیتا ہے   اور تو ہی شفا بھی دیتا ہے

بند غم میں پھنسا بھی دیتا ہے   آپ ہی پھر چھوڑا بھی دیتا ہے

کبھی خار الم چبھو دینا

کبھی خود زخم دل کو دھو دینا

ہے کبھی صبح شادی و فرحت   کبھی شام مصیبت و محنت

گاہ دام بلائے حیرت   گاہ قید ہجوم صد زحمت

اپنی قدرت ہمیں دکھاتا ہے

شان حکمت ہمیں بتاتا ہے

تیری قدرت وسیع ہے یا رب — تیری حکمت بدیع ہے یا رب
شان تیری رفیع ہے یا رب — تو مجیب و سمیع ہے یا رب

اہل حاجت کا ملتجی ہے تو
مستمندوں کا مرتجی ہے تو

تجھ سے بہتر کوئی کہاں جائے — کس کے سایہ تلے اماں پائے
دل کا حال اپنا کس کو دکھلائے — اپنی امداد کو کسے لائے

حال دل اپنا

در ترا ہے امید گاہ انام
منحرف جو ہوا رہا ناکام

پھر تو اے غمگسار دل پریشاں — مونس ظلمت شب ہجراں
یہ اسیر شائک حرماں — مور کر ہو نہ کو تجھ سے جائے کہاں

تو اگر دے نہ اس بلا سے نجات
کون توڑے یہ قلعہ آفات

جو شمیں آیا جبکہ ترا کرم — کرلی مقبول توبہ آدم
نوح نے بھی دعائیں کیں پیہم — سب پذیرا ہوئیں بوجہ اتم

موج طوفاں سے کچھ ضرر نہ ہوا
لطمہ بحر کا اثر نہ ہوا

[illegible]

چشم یعقوب سے چھپا جو پسر
سر و پا کی رہی ذرا نہ خبر
ابر نیساں بنے تھی دیدۂ تر
آخرش کھو ہی بیٹھے نور نظر

تو نے آنکھیں بھی دیں بصر بھی دیا
نخل امید میں ثمر بھی دیا

کون تھا غمگسار یوسف کا
چاہ میں جب گرا وہ بدر دجی
قید میں بھی نہ کوئی مونس تھا
جو تسلی ہی اک ذرا دیتا

واں بھی یوسف کی لی خبر یارب
روکا ظالم کا اون سے شر یارب

موسی با جلالت و اکرام
جس سے تو نے کیا ہے آپ کلام
جب ملی مصر میں نہ جائے قیام
آ مدین میں وہ بلند مقام

خوف فرعون سے ہوا روپوش
گرچہ تھا تیرا عبد حلقہ بگوش

واں سے لا کر نبی کیا اوسکو
دشت میں معجزہ دیا اوسکو
کر دیا فخر انبیا اوسکو
حفظ میں اپنی لے لیا اوسکو

صاحب ملک و فوج و تخت کیا
ضو فشاں اوسکا نجم بخت کیا

اگر

اوسکے دشمن کو بہی تباہ کیا غرق دریا مع سپاہ کیا
وعدہ موعود کا نباہ کیا کہ اوسے عرش بارگاہ کیا

دین و دنیا کی عزتیں بخشین
کیسی کیسی کرامتین بخشین

ہان وہ ایوب تہا جو تہا ازلی وہ سعید و مبارک ازلی
منزلت جسکی ہے جہانپہ جلی صبر کا جو ثبوت تہا عملی

کس طرح تو نے اوسکا غم کہویا
چلو پانی مین سب مرض دہویا

ان ذالنون یونس بن متے الذی فضا لقد تبا
فاذا الهم عظمہ نحتا کنت انت الرقیب حیث اتی
ضتہ فی حوالک الظلمات
عن طرق البلی علی الادوات

جب ہوا مجمع یہود عنود پاس عیسی کے تو ہی تہا موجود
راہ چارہ اگرچہ تہی مسدود پر نہ ہونچا ضرر کچہ اے معبود

آسمان پر بلا لیا اونکو
رتبہ معراج کا دیا اونکو

احمد مصطفیٰ حبیب ترا — افضل دہر خیر ہر دوسرا
ایک عالم کا رُخ تہا اوس سے پھرا — قتل کو آیا ظالموں کا برا
تونے دامن بچا لیا اوسکا
کیا کسی نے بنا لیا اوسکا

یوںہین ہر ایک کی مدد کی ہے — جو بلا آئی تونے رد کی ہے
عرض مین جسنے تجھسے کد کی ہے — کب دعا اوسکی مسترد کی ہے
جاہ و اعزاز بھی حشم بھی دیا
شہرۂ نام محتشم بھی دیا

عرض کرتا ہے اب یہ حلم نزار — عاجز و بینوا و بندۂ خوار
کہ بہت دن مین کبھی ہون بیمار — طول محنت سے دل ہوا افگار
صبر پر اب کہین توانائی
ہے قریب فنا شکیبائی
ہر بلا گرچہ تیری رحمت ہے — جو مصیبت ہے فضل و نعمت ہے
کیونکہ اسمین بہی خاص حکمت ہے — معترض ہو یہ کسمین ہمت ہے
دل مگر چاہیے اوٹھانیکو
اور تقدیر اجر پانیکو

مجھسے جاہل میں کیا تاب و تواں ٭ کہ مصائب میں بھی رہوں شاداں
لب تک آنے نہ پائے آہ و فغاں ٭ ہاتھ سے صبر کی نہ چھوٹے عناں

جسم میرا نحیف ہے مولا
قلب میرا ضعیف ہے مولا

خوف آتا ہے اے مرے یزداں ٭ کہ نہ جاتا رہے کہیں ایماں
گریہ زائل ہوا کسی عنواں ٭ تو بھلا پھر مجھے ملیگا کہاں

میرے ایمانکو بچا لینا
شر شیطاں سے مجھے اماں دینا

اپنی قدرت کا واسطہ یارب ٭ اپنی حکمت کا واسطہ یارب
اپنی رحمت کا واسطہ یارب ٭ اپنی عصمت کا واسطہ یارب

قید رنج والم سے جلد نکال
بحر امواج غم سے جلد نکال

قید الالام دسم

واسطہ اپنے اسم اعظم کا ٭ واسطہ اسکے وجہ اکرم کا
واسطہ تجکو نوح و آدم کا ٭ واسطہ تجکو ابن مریم کا

سر میرے ستائے ہوئے محن ٭
لطف کر لطف کر تو اے ذوالمنن

اپنے محبوب انبیا کی قسم — اپنے عباد اولیا کی قسم
اپنے زہاد اصفیا کی قسم — زمرۂ جملہ اتقیا کی قسم

درد دل کی مرے دوا بھیجوا
مرہم زخم جانگزا بھیجوا

احمد مجتبیٰ کی تجھکو قسم — نائب مصطفیٰ کی تجھکو قسم
حسن باصفا کی تجھکو قسم — اوس قتیل جفا کی تجھکو قسم

جو کہ پیاسا گیا زمانے سے
نہ تھکا ظلم و جور اوٹھانے سے

دامن پاک فاطمہ کی قسم — دل صد چاک فاطمہ کی قسم
روح غمناک فاطمہ کی قسم — علم دادۂ آن فاطمہ کی قسم

جسکے رتبہ کو لوگ کم سمجھے
ہاں مگر سید الامم سمجھے

یا الٰہی بحق زین عباد — کہ جو تھا فخر زمرۂ عباد
تو نے دی جسکے ورع و زہد کی داد — جس سے تھا ملک معرفت آباد

اوسی صاحب یقین کی تجھکو قسم
اوسکے قلب حزین کی تجھکو قسم

واسطہ باقر اور جعفر کا واسطہ کاظم مطہر کا

واسطہ اس امام اطہر کا طوس ہے نام جسکے محضر کا

تجلوا رب مرے تقی کی قسم

رہنمای جہان نقی کی قسم

حسن عسکری امام جہان فخر کونین ہادی دوران

مظہر جملہ رازہائے نہان ماحی کفر و مظہر ایمان

اسی مولا کا واسطہ یارب

جس سے تیرا ہے رابطہ یارب

واسطہ اس ولی عادل کا حجت العصر ہے جو بحر علا

یعنی مہدی دین امام ورے اہل ایمان کا ملجا و ماوے

میری حاجت روا ہو جلد کہیں

اس مرض سے شفا ہو جلد کہیں

آ مرے کردگار ایسے ہوں دیکھتا جو گنہ وہ کچھ کہ کاروں

گرچہ حالی تھا تجھ پہ مضمون تو نہیں مانا مگر دل محزون

قلب کمزور تھا مجل ہو گیا

ظرف چھوٹا نہ تھا ادبل ہی گیا

خلق الانسان ضعیفا

خلق الانسان هلوعا اذا مسه الشر جزوعا

کھین چارہ بھی تو بجز فریاد صبر تا کب کرے دل ناشاد

مانگے کیونکر نہ جور جبر خدا داد ہے نہایت ضعیف آدم زاد

اضطراب اس کی اصل فطرت ہے

نالہ بھی داخل طبیعت ہے

نہیں مذموم مضطرب ہونا اپنے مالک کے سامنے رونا

یا کہ اشکوں سے اپنا منہ دھونا روبرو تیرے جا بجا کھونا

کس طرح حال دل بشر نہ کہے

کیا کرے تجھ سے بھی اگر نہ کہے

میرے عصیان ہیں گرچہ حد سے زیاد نہیں افعال میں صلاح و سداد

مگر اے خالق رحیم عباد تیرے افضال ہیں محیط بلاد

ان گناہوں سے درگذر فرما

اپنے افضال پر نظر فرما

تو نے پیدا کیا بڑھایا بھی عقل بھی دی ہنر سکھایا بھی

بخشے ہر نوع کے عطایا بھی اوج اعزاز پر چڑھایا بھی

کیا کہوں تو نے مجھ کو کیا بخشا

وہم سے بھی کہیں سوا بخشا

اب جو آئی تھی یہ بلا سر پر　　صبر لازم تھا امر داور

بشریت نے کر دیا مضطر　　ہو کے بے اختیار قلب و جگر

طاقت صبر نے جواب دیا

ضبط دل نے بھی منہ کو موڑ لیا

آخر الامر کی گذارش حال　　کہ مناسب تجھی سے تھا یہ سوال

کیونکہ تو ہے محول الاحوال　　راحم خلق و منعم و مفضال

واسطہ بھی دیا تو بہتر کا

یعنی آل رسول اطہر کا

رحم فرما بس اب نہ دیر لگا　　دل بہت مضطرب ہے یا مولا

بھیجدے میرے درد و غم کی دوا　　کہ ترا ذکر پاک ہی ہے شفا

منتظر ہے ترا یہ عبد لئیب

اے مرے راحم و سمیع و مجیب

یا جزیل العطاء ادرکنی　　یا جمیل الثناء ادرکنی

یا مزیل العناء ادرکنی　　یا منیل الشفاء ادرکنی

منزل الخیر معطی الصلات

ہب لی الخیر منک والبرکات

تمام شد

در الہ آباد ۲۳ محرم ۱۳۱۵ روز پنجشنبہ

محمد عزیز

شکوۂ فلک

اے فلک جوش آتا ہمیں تیرا انجار　　دل کو بہاتا نہیں اکدم تیری طرز...

اسکو کچلا اوسے پیسا اسے پامال کیا　　اوسکا سر کاٹ لیا اسکو چڑہایا آ...

کردئیے تخت نشین خاک نشین کتنے ہی　　ہو گئے کتنے توانا دقوی لاغر و زار

تیرا جو دوست ہوا اوسکا ہی انجام خراب　　تیرا دشمن جو بنا اوسنے بہت پایا قرار

کوئی بھی محو فغاں تیری دل آزاری سے　　کوئی سر پیٹتا دیکھکے تیری کردار

ایک ہے دام مصیبت میں پڑا طیر صفت　　ایک ہے دہشت تحیر میں اغنیہ دل...

حکم یہہ ہے کہ ہزاروں ہی بلا پر ہو بلا　　مارنا دم نہ ذری اف بھی نکرنا زنہار

خانہ عیش جلے لاکہہ نکلے نہ دہواں　　دل میں جو ہم آگ لگا دیں بھی نکلے...

ایک کیا لاکہہ بلا میں ہوں مگر چپ رہنا　　حرف شکوہ کا زبان سے نہ کوئی ہو...

کر تو انصاف کہ انسان ہیں ہم یا پتھر　　دل ہیں کیا کچھ سوچ تو جان دار ہیں...

منہ سے ہم لب کو کہیں آپ صبا سے دالیں　　سر جھکائی ہیں ہم آپ زمیں...

درد ہو دل میں مگر منہ سے نکلے آواز　　نہیں امکان ہیں طوق البشری...

ہائے اک زار و غمگیں اوسپہ یہ ایذا دوکوہ　　ہائے اک حلم حزیں اوسپہ الم...

ایک دل اوسمیں بھی ہے دہ رحم کہ الله الله　　ایک جگر اوسمیں نا سور کہ...

سنگ ہے سنگ جس سمت کو اٹھا دم ہے　　جس طرف اٹھہ اوٹھا ہی نہیں ادہر انجار...

میں سمجھتا ہوں کہ ہے جرم عظیم اپنا وجود — لیکن اِک بات تو سن لے مرے اے کجرفتار
کس نے مانگا تھا ہمیں دے تجھے ہستی کا لباس — کب کہا تھا ہمیں چاہئے دنیا کا سنگار
کب کہا تھا ہمیں رہنا ہے زمیں پر منظور — کب کہا تھا ہمیں مرغوب ہیں دشت و کہسار
کیا اسی دن کیلئے ہمکو کیا تھا مہماں — کیا اسی واسطے تھی سب تکلف کی بہار
کیا یوہیں گھر میں بلا کر کوئی کرتا ہے سلوک — دعوتیں دیکے اسطرح کیا کرتے ہیں خوار
کیا یہ برتاؤ مناسب ہے جو ہوتے ہیں کہیں — وطن آوارہ کو دیتے ہیں یونہیں کیا آزار
یہاں بلایا ہمیں کیا کیا ہمیں دکھ درد کے تیر — اور جب آئے تو یوں دکھ دئے بیحد و شمار
روح اور جسم دونوں ہی برباد و خراب — روح پژمردہ ادھر جسم ادھر زار و نزار
آج ہم روئینگے ہر چند کہیں مت رونا — لیجئے ہم چیخینگے ہر چند کہیں دم مت مار
تو نے وہ ظلم کیا مجھے کہ نہیں جسکا حساب — وہ چھری بھونکی کہ مرہم بھی ہے جسکا بیکار
پھول وہ توڑ لیا تو نے مرے گلشن سے — جسکے کھلنے پہ مری زیست کا تھا دار و مدار
وہ مرا نور نظر اور چراغ خانہ — وہ مرا راحت جاں وہ مرا ماہ شب تار
ہائے وہ تیغ جوانی وہ عصا پیری — جسکے بار غم فرقت سے ہے پشت دوتار
سینہ صد چاک ہوا جسکی جدائی سے مرا — جسکے مرنے سے ہوئے قلب و جگر دونوں فگار
ہائے اک لخت جگر جسکے بہانے ہوا اب چھوٹا — کہ بجز حشر کے ملنے نہیں تیرا دیدار

اے کہاں ڈھونڈھوں تجھے اور کہاں لاؤں کہ مجھے سوزشِ دل ہے جو بیت الشّ...

کاستہ موت بکرتی ہے گریباں تیرا تیرے بدلے اسی مجروح کا رستی نگا...

تم یہاں جوتے جلتے کو دن اور یوں ہیں اور ہوتا ہے بلا تیش تیری سر پہ نثار

گرچہ جیتا ہوں پہ مرنے سے ہے جینا بدتر کاٹے کھاتے ہیں مجھے در و دیوار

ہے یہ وحشت کا تقاضا کہ گریباں پھاڑوں دل یہ کہتا ہے کہ آنکھیں ہیں ...

ضبط کہتا ہے کہ ہاں دل میں نہیں کچھ بھی جگہ صبر کہتا ہے کہ اب مجھ میں نہیں تاب ...

آہ کہتی ہے کہ افلاک کو برباد کروں نالہ کہتا ہے کہ ہو جلد کہیں اظہار

اضطرابِ دلِ بیمار کی حد کیا لکھئے کبھی سیماب بھی اس طرح نہ ہوگا ...

یہ تو ممکن ہی نہیں کون سنا مشتاق کوئی ہمدرد ہی اپنا کوئی ہے غمخوار

انتہا صبر کی ہے شعلۂ گلشت ہستی انتہا ضبط کی سینہ کا کھٹنا ...

مرثیہ ہے کہ شکایت ہے کہ نالے ایک حلم

تیرے سر زمیں یا خنجر براں اشعار

۳۳

دہم رجب

۱۷ - شعبان سنہ ۱۳۴۳ھ

بیان سوزِ دل

دل کی حالت کیونکر سمجھاؤں　　داغِ جگر کس طرح دکھاؤں
آنسو کیوں ہر دم نہ بہاؤں　　اپنا فسانہ کس کو سناؤں
زخم لگا ہے کاری دل میں

گردش نے گردوں کی ستایا　　نقشہ حیرت دل سے مٹایا
روزِ سیہ ماتم کا دکھایا　　زہر کو شربت کہہ کے پلایا
سم کا اثر ہے ساری دل میں

اٹھتی ہیں ہوکیں رہ رہ کر　　درد ہے سینہ شق ہو نہ یکسر
قلب کا آئینہ ہے مکدر　　طوفان خیز ہے اپنا منظر
نہریں غم کی ہیں جاری دل میں

حلم الم ہر دم سہتا ہے　　گھنٹوں پہروں چپ رہتا ہے
دل ہی دل میں کچھ کہتا ہے　　~~اشک آنکھوں سے پڑا بہتا ہے~~
ہر دم اشک ~~آنکھوں سے~~ پڑا بہتا ہے
(حاشیہ: ہر دم اشک پڑا بہتا ہے)
چوٹ یہ کیسی کاری دل میں

دل کو آگ سے تن پھنکتا ہے　　درد سینہ جوں ابر اٹھتا ہے
سینہ میں اب دم گھٹتا ہے　　کیا کہوں ہمسے حالت کیا ہے
کیسی ہے چنگاری دل میں

۱۸ - ۱۵ رمضان ۱۳۳۳

الیقاظ

یعنی الارم بل

کہان تک خواب غفلت نیند سے اے میری جان اُٹھو
حجاب شب اوٹھا لو آنکھ کھولو مہربان اوٹھو

سفر در پیش ہے سب قافلہ جانیکو بیٹھا ہے
اوٹھاؤ اپنا بستر بستۂ خواب گران اوٹھو

بہت کم وقت باقی رہگیا ہے ہاتھ منہ دھولو
سحر کا وقت بھی نزدیک ہے اب شب کہان اوٹھو

جو کچھ لینا ہو زاد راہ لیلو جلد ساتھ اپنے
کہیں بے توشہ رہجاؤ نہ اے جان جہان اوٹھو

کواکب چھپتے جاتے ہیں ضیاء مہ بھی ہے پھیکی
کرن خورشید کی ہوتی ہے مشرق سے عیان اوٹھو

بجا نہ مرغ بھی ہنگام کا اس وقت بجا ہے
سر گلدستہ سے آنے لگی صوت اذان اوٹھو

بسا پہولوں سے گستر تکیۂ مخمل زر بر سر
سو گئے وقت بیابان میں شایان اودھو

اوٹھے گر وقت کھو جائے ہاتھوں سے تو کیا اوٹھے
بشر کی زندگانی ہے فقط ریگ روان اودھو

چمن زار جہان سے پھول اگر چننے ہون کچھ چن لو
بہار زندگی ہم کو ہے بالکل خزان اودھو

فقیر خستہ یعنی حلم دیتا ہے صدا سب کو
سونو تم دم ہے بس خدا پیر و جوان اودھو

فغان برادر   مرحوم یکم شوال سنہ ۱۳۳۵ھ

بہائی اے میرے مہربان بہائی   ہائے تنہا گئے کہان بہائی
کیون نہ ہم کو بہی ساتہ اپنے لیا   اس سفر مین گئے جہان بہائی

راہ نادیدہ ہے سفر ہے دراز — خوف ہے اسمین ہر زمان بھائی

تھا قوی تمسے میرا قلب و جگر — گھٹ گئی طاقت و توان بھائی

تمکو مین جانتا تھا جان اپنی — اب تو جاتی ہے تن سے جان بھائی

گرد رہ کو بھی ہم نہ دیکھ سکے — یون گئے تم رواں دواں بھائی

کچھ تو دل مین خیال کرنا تھا — مضطرب ہوگا ناتوان بھائی

خاک اوڑا اپنے سر کو پیٹیگا — کھوئیگا رو کے اپنی جان بھائی

داغ فرزند دل کو کیا کم تھا — کر گیا خلق سے جوان بھائی

دل تو مجروح ہو چکا ہی تھا — اب کمر بھی ہوئی کمان بھائی

بسکہ ہم صورت پدر تھے تم — باپ کی شان تھی عیان بھائی

دیکھکر تمکو ہوتی تھی تسکین — اب تسلی دل کہان بھائی

ہمراہ آہ تم جہانسے گئے — چھوڑ تو اپنا کچھ نشان بھائی

ہائی وہ حسرتون بھری شکل — خاک مین ہو گئی نہان بھائی

سبب کیا ہم نے کیا بگاڑا تھا — جو ہوا دشمن آسمان بھائی

دل میں رہ رہ کے درد اوٹھتا ہے ۔ لب پہ ہے نالہ و فغاں بھائی

دلکو دیتا ہوں جب پیام تسکیں ۔ اور ہوتا ہے وہ تپاں بھائی

پڑھتا ہوں حدیث اور کتاب ۔ یعنی صبر ہے عیاں بھائی

دلکو پر کیا کروں کہ ہے بیتاب ۔ چشم حسرت ہے خونچکاں بھائی

تمہیں سمجھا دو آپ پیاری اچھی ۔ دلکو ٹھیرا دو جان جاں بھائی

جاتے جاتے ذرا تو مل لیتے ۔ حال دل کرتے کچھ بیاں بھائی

نہ کہی اپنی کچھ نہ ہمسے سنی ۔ چپکے یوں ہو گئے رواں بھائی

خستہ تن بھائی اب کہاں ڈھونڈھے ۔ کچھ تو بتلا دے نشاں بھائی

گوشہ قبر کیا پسند آیا ۔ کہ لئے جا کے تم وہاں بھائی

جا کے تم سو رہے بزیر زمیں ۔ کر کے سونا مرا مکاں بھائی

نام حیدر حسین تھا جو ترا ۔ عاشق شاہ انس و جاں بھائی

جذبۂ شوق خدمت حیدری ۔ پہونچی تا گلشن جناں بھائی

۳۴ ۳۵

عمر خود بتیس سال و شش منتیس   کیا یہ سال تھا گران کھان

رمضان کا تھا روز نوزدہم ۱۹   کہ ہوئے رہرو جنان کہاں

منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام
وعرض حاجت بزبان غم التیام

جمال العارفین امداد کیجے   امام المتقین امداد کیجے

شفیع المذنبین امداد کیجے   امین راز دین امداد کیجے

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

خطیب منبر اسلام و ایمان   ولی رہبر اسلام و ایمان

درخشان گوہر اسلام و ایمان   فروزان اختر اسلام و ایمان

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

زعیم جنت و تسنیم و کوثر   وصی مصطفے مقبول داور

ابو السبطین اے صہر پیمبر   لیث دین اے رجا بن [illegible]

امیر المومنین امداد کیجے

وہ راہ مستقیم شرع انور — امام الخلق سلطان مظفر
زکی و طیب و طہر و مطہر — علی و عالی و اعلا و برتر

امیر المومنین امداد کیجے
مرے غمخوار کو شاد کیجے

مقام حرب میں گویا ~~[illegible]~~ شیر غضنفر — محل صبر میں کوہ گران تر
کمال جود میں دریائے اخضر — عبادت کی جگہ اک عبد احقر

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمزدہ کا بھی شاد کیجے

وجود خلق کے ہیں آپ منشا — فلک ہو ارض ہو یا کوہ و دریا
قدم سے آپ کے قائم ہے دنیا — ازل سے آپ ہیں ماوی و ملجا

امیر المومنین امداد کیجے
دل غمدیدۂ امت بھی شاد کیجے

نبی کے بعد سب سے فوق و برتر — ملک ہو یا بشر ہو یا پیمبر
فضائل آپ کے اللہ اکبر — فزوں ادراک انساں سے ہیں یکسر

امیر المومنین امداد کیجے

جہاں میں جو ہے از مہ تا بماہی — وہ سب ہے زیر فرمان الہی
مگر حضرت کو بخشی اوسنے شاہی — عطا کی مملکت دنیا و دین پناہی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد کا شاہا شاد کیجے

علی اے مورد تنزیل قرآن — علی اے مقصد تاویل قرآن
علی اے مظہر تفصیل قرآن — علی اے صورت تکمیل قرآن

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد کا شاہا شاد کیجے

کتاب حق میں مدحت جناب کی ہے — ثنا خوان صوت قدرت آپ کی ہے
حدیثوں میں فضیلت آپ کی ہے — عیاں عالم پہ رفعت آپ کی ہے

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد کا شاہا شاد کیجے

مراد قل کفی اے کافی خلق — مدار ھل اتی اے حامی خلق
مفاد انما اے ہادی خلق — پناہ اولیا اے والی خلق

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد کا شاہا شاد کیجے

عبادت میں عباد کی خدا کی — انگوٹھی جب سائل کو عطا کی
ہوئی آیت وحی تب رب العلا — علی کو دی ولایت دوسرا کی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبدہ یہ تابی کیجے

ہوا فرمان جو صادر کبریا کا — ملائک نے کیا آدم کو سجدہ
نہ تھی گر آپ کی تعظیم مولا — تمہارے نور میں یہ راز کیا تھا

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ تابی کیجے

بلا طوفان کی جب دنیا پر آئی — گھٹا اندوہ کی ہر دل پہ چھائی ١٢
وہاں یہ آپ نے صورت دکھائی — جناب نوح کی کشتی بچائی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ تابی کیجے

خلیل اللہ کا معروف ہے حال — عدو اونکا ہوا نمرود بدفعال
مگر خائف ہوئے سب اونکے اعمال — بنا دی آگ تم نے برف تمثال

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ تابی کیجے

کلیم اللہ وہ ذی قدر موسیٰ ہوئے جو باریاب بے حجابا
ضیا سے پر ہوئے کوہ اور صحرا وہ اسکا نور تھا اے نور زہرا

امیر المومنین امداد کیجے
دل اعدی عہد بد کا سیاہ کیجے

تعاقب میں چلا فرعون بدبخت پریشاں فوج ہوگئی تھی بہت سخت
مگر اے تاجدار ملک تخت بچالی آپ نے جان اونکی یک لخت

امیر المومنین

وہ روح اللہ یعنی ابن مریم جو تھے اسرار ربانی کے محرم
یہود آئے پئے قتل او تا جدم بچایا آپ نے اے شاہ اکرم

امیر المومنین

زغم یعقوب گریاں را رہاندی اسیر چاہ کنعان را رہاندی
زفرعون ابن عمران را رہاندی ز دست شمر سلطان را رہاندی

امیر المومنین امداد کیجے

رسول کبریا محبوب یزدان خبیر راز ما یاتی و ما کان
امین امر وحی رب سبحان مدد سے آپ کی تھے شاہ ذیشان

امیر المومنین

اغاثت آپ کی ہر نبی کی — مدد کی ہر ولی و متقی کی
جو تھے بے یار بے نیت اوس کی — ہدایت سو منہاج سوی کی

امیر المومنین

شب ہجرت پیمبر کی مدد کی — احد کی جنگ سر بہین کد کی
غزاے بدر مین بھی جہد و جد کی — نمایاں کی شجاعت اپنی جد کی

امیر المومنین

در خیبر اوکھاڑا کسنے کہئے — علم ایمان کا گاڑا کسنے کہئے
سر مرحب کو پچھاڑا کسنے کہئے — صنم خانہ اوجاڑا کسنے کہئے

امیر المومنین

ملی حق کی طرف سے تیغ بران — کہ جسکی کاٹ سے سر کٹ ھے حیران
جہاد وہین ہوئی جسدم نمایان — خدا نے کر دیا نصرت کا سامان

امیر المومنین

دیا حکم استعانت کا خدا نے — پڑھی ناد علی رب مصطفی نے
ہوا بارخ وہیں رنج و بلا نے — خبر لی آکے شاہ قل کفی نے

امیر المومنین

مرے مولا یہ مسکین عبد احقر   فدائے نام پاک میر کوثر
اسیر بند غم محبوس و مضطر   پکارے کسکو غیر از شاہ صفدر

امیر المومنین امداد کیجے

معین بیکسان ہے آپکی ذات   ملاذ مستمندان ہی آپ کی ذات
مصائب سے ہوں ہے آپکی ذات   ~~گرفتار~~ ~~مفلس~~ ناتوان آخر آپکی ذات
فدا ہے رازدان آپکی

امیر المومنین

بہت دن ہو گئے ہیں بند غم میں   کٹے اوقات اندوہ والم میں
لگی کیوں دیر اے مولا کرم میں   جو چاہیں آپ مشکل حل ہو دم میں

امیر المومنین امداد کیجے

علی اے عارف حالات عالم   علی اے قبلہ حاجات عالم
علی اے دافع آفات عالم   علی اے شافع زلات عالم

امیر المومنین

قسم دیتا ہوں تمکو کربلا کی   قسم دیتا ہوں تمکو مصطفیٰ کی
قسم دیتا ہوں تمکو فاطمہ کی   قسم دیتا ہوں تمکو مجتبیٰ کی

امیر المومنین امداد کیجے

بے نور خدا فرزند زہرا　قتیل کربلا مقہور اعدا
بے زین العابد عطایا　امام رہنما برہان اجلے

امیر المومنین امداد کیجے

بحق باقر علم النبیین　بحق صادق خیر الوصیین
بحق کاظم ذی عز و تمکین　بنائے شرع کی محی حسن تزئین

امیر المومنین امداد کیجے

بحق حضرت مولائے ثامن　ہوا جو بادۂ آہو کا ضامن
جو خاک طوس میں ائمہ کے ساکن　جو ہے اسرار ربانی کا خازن

امیر المومنین امداد کیجے

قسم تم کو تقی متقی کی　قسم تم کو نقی مہدی کی
قسم تم کو جناب عسکری کی　قسم مہدی موعود ولی کی

امیر المومنین امداد کیجے

بحق سورۂ تفسیر قرآن　بحق معنی آیات فرقان
بحق حضرت عمار و سلمان　بحق ملت اسلام و ایمان

امیر المومنین امداد کیجے

بحق کعبه و محراب و منبر   بحق مسجد و میقات و مشعر

بحق زمزم و میزاب انور   بحق منزل تقدیس داور

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

بحق مرقد پاک پیمبر   بحق حمزہ و ذی رتبہ جعفر

بحق روح عباس دلاور   بحق صورت زیبای اکبر

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

غری کے ساکن اے مولائے اعظم   یمین اللہ و عین اللہ اک[illegible]

شرف ہے آپکا سب پر مقدم   ولایت آپ کی ہے جلوہ گ[illegible]

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

یہ خاطی بندۂ بیچارہ هارون   فقیر و عاجز و مغموم و محزون

جسے ہے شکوۂ آسیب گردون   سناتا ہے تمہیں اپنا [illegible]

امیر المومنین امداد کیجے

بہت دن ہو گئے بیمار ہوں میں   اسیر پنجۂ آزار ہوں میں
شکستہ خستہ دل افگار ہوں میں   لہٰذا حاضر دربار ہوں میں
امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

خدارا اے ولی اللہ جلد آؤ   نہ دیر اک ساعت کی بھی فرماؤ
مجھے آرام کی پھر شکل دکھلاؤ   شفا کا میرے نسخہ آپ دکھاؤ
امیر المومنین

مرے مشکلکشا فریاد فریاد   مرے حاجت روا فریاد فریاد
مرے غم کی دوا فریاد فریاد   مرے صاحب عطا فریاد فریاد
امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے